سچّا دین

(بچوں اور بچیوں کے لیے دینی تعلیم کا جامع سیٹ)

حصۂ چہارم

مولّف

مولانا محمد یوسف اصلاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن کے بارے میں

(سچّا دین حصّہ چہارم)

''سچا دین'' مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کا جامع اور مقبول عام اسلامیات کا سیٹ ہے، جو کئی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس میں طلبہ و طالبات کے لیے ضروری مشقوں کا اضافہ کیا جائے۔ آج کل درسی کتابوں میں ہر سبق کے بعد اچھی خاصی مشقیں فراہم کی جاتی ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کے ذہن میں سبق کا مواد اچھی طرح راسخ ہو جائے۔

اس ایڈیشن میں حسب ضرورت طلبہ، طالبات اور اساتذہ کی آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی بھی درج کر دیے گئے ہیں اور بعض الفاظ کی، جدید املا کے اُصولوں کی روشنی میں اصلاح بھی کر دی گئی ہے۔

نظر ثانی اور مشقوں کی تیاری کے عمل میں برادر مرزا نہال حبیب بیگ ندوی اور شعبے کے رفقائے کار مولانا ابوالمجاہد زاہد اور برادر محمد شفیق عالم ندوی نے خصوصی تعاون کیا۔ ڈاکٹر تابش مہدی اور برادر محمد علی اصلاحی صاحب کے مشورے بھی حاصل رہے ہیں۔ محترم شاہ حسین نہری صاحب نے بھی مسودے کو آخری طور پر دیکھا اور مفید مشوروں سے نوازا۔ ان اصحاب کے علاوہ جن حضرات نے بھی کتاب کو اس مرحلے تک پہنچانے میں تعاون کیا، ہم اُن سب کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

نظر ثانی شدہ ایڈیشن کے بارے میں اساتذۂ کرام، سرپرست صاحبان اور اہل علم کے مشوروں اور گراں قدر آرا کا بطور خاص انتظار رہے گا۔

۲۲رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ
۵رستمبر ۲۰۰۷م

محمد اشفاق احمد
(نگراں)

پیش لفظ

مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے اسلامیات پر ایک ایسے جامع سیٹ کی ضرورت بہت دنوں سے محسوس ہو رہی تھی، جس کی مدد سے ابتدائی درجات کے بچوں اور بچیوں کو قلیل مدت میں عقائد، عبادات، سیرت النبیؐ، سیر انبیا و صُلحا، اخلاق و عادات اور معاشرتی آداب وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی جاسکیں، مضامین کا بار بڑھائے بغیر عام فہم، دل نشین اور ادبِ اطفال کے انداز میں دین کے تمام پہلوؤں کا سادہ مگر واضح تصور دلایا جاسکے اور شروع ہی سے بچوں میں دین کی لگن اور اس کی خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہوسکے۔

پچھلے دس بارہ سال سے مروجہ درسیات کے ذریعے سے ایک ہی عقیدے اور دھرم کی تعلیم، نیز مشرکانہ عقائد اور غیراسلامی افکار و تصورات کی ترویج و اشاعت نے اس ضرورت کا احساس اور شدید کردیا۔ اسلامیات کا یہ سیٹ دراصل اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔

اس سیٹ کی خصوصیات

۱- زبان نہایت سادہ و سلیس اور طرزِ بیان عام فہم و دل نشیں ہے۔

۲- بچوں کی نفسیات اور ان کی دلچسپیوں کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔

۳- ہر کتاب میں دین کا جامع اور ہمہ گیر تصور پیش کیا گیا ہے اور ہر پہلو سے متعلق دینی معلومات ایک فطری تدریج کے ساتھ فراہم کی گئی ہیں۔

۴- جامعیت کے باوجود اختصار سے کام لیا گیا ہے اور صرف ہلکی پھلکی معلومات بہم پہنچانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۵- کوشش کی گئی ہے کہ اس سیٹ سے ہر مسلک کے طلبہ یکساں طور پر استفادہ کرسکیں، اس مقصد کے پیش نظر مختلف فقہی مسلک کے علما کے مشورے اور نظرِ ثانی کے بعد اسے شائع کیا جارہا ہے۔

۶- حتی الامکان متفق علیہ باتیں پیش کی گئی ہیں، تاکہ طلبہ کے ذہن میں انتشار نہ پیدا ہو۔ جزوی اختلافات کو حتی الامکان نظر انداز کیا گیا ہے۔ البتہ اساتذہ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں جن کی طرف ضمناً اشارے بھی کردیے گئے ہیں، طلبہ کو اپنے اپنے مسلک کے مطابق تفصیلات بتائیں اور عملاً تربیت دیں۔

۷- مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی تصورات جو مروجہ درسی کتب اور اسکولوں کی فضا کا لازمی جز بنتے جارہے ہیں، ان کا کھوکھلا پن واضح کرکے اصل حقائق اور صحیح اسلامی تصورات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ بچوں کا معصوم ذہن ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری یہ حقیر کوشش نئی نسل کے لیے مفید ثابت ہو۔ اس مقصد کو مفید تر بنانے کے لیے اہل علم و اخلاص کے تمام مشورے شکریے کے ساتھ قبول کیے جائیں گے۔

محمد یوسف اصلاحی

رامپور، یکم مئی ۱۹۶۱ء

فہرست

۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

ہمیں ''انساں'' بنایا ہے خدا نے
ہمیں جینا سکھایا ہے خدا نے

کہیں پانی، کہیں غلّے، کہیں پھل
زمیں پر ہُن لُٹایا ہے خدا نے

سُلایا پیار سے جب تھک گئے ہم
ہَوا سے تھپتھپایا ہے خدا نے

ہماری نیند بالکل موت سی ہے
سویرے پھر جِلایا ہے خدا نے

محبت سے بھرا ماں باپ کا دل
ہمارا گھر بسایا ہے خدا نے

مہکتے پھول، سورج، چاند، تارے
زمانے کو سجایا ہے خدا نے

اگر فرعون کا لشکر ڈبویا
تو موسیٰؑ کو بچایا ہے خدا نے

دیے ہیں آدمی کو عقل کے پر
ہواؤں میں اُڑایا ہے خدا نے

ہیں اس کے بس میں طوفانی سمندر
جہازوں کو چلایا ہے خدا نے

محمدؐ سا نبی بھیجا زمیں پر
ہمیں اُن کا بنایا ہے خدا نے

چلے گا ہم پہ کیا شیطاں کا جادو
ہمیں قرآں سکھایا ہے خدا نے

وہ راہیں، جن پہ ہے رحمت کا سایہ
ہمیں اُن پر چلایا ہے خدا نے

بِلا مانگے یہ سب کچھ ہم کو دے کر
یقیناً آزمایا ہے خدا نے

(شمس نوید عثمانی)

نعت

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے

پامال کیا، برباد کیا، کم زور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے

تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چرانے والوں میں
کانٹوں کو گلوں کی قِسمت دی، ذرّوں کے مقدّر چمکائے

اللّٰہ سے رشتے کو جوڑا، باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا، طوفاں میں سفینے تیرائے

مظلوموں کی فریاد سنی، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خُنک مرہم رکھے، بے چین دلوں کے کام آئے

عورت کو حیا کی چادر دی، غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے

توحید کا دھارا رُک نہ سکا، اسلام کا پرچم جُھک نہ سکا
کفّار بہت کچھ جھنجھلائے، شیطاں نے ہزاروں بَل کھائے

اے نام محمدؐ صلِّ علیٰ، ماؔہر کے لیے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا، آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

(ماہر القادری)

۲

بُنیادی عقیدے

اللہ کا شکر ہے کہ ہم مومن ہیں۔ ایمان بہت ہی بڑی دولت ہے۔ ایمان دے کر اللہ نے ہمیں دونوں جہان کی عزت بخشی ہے۔ یہ اُس کا بہت بڑا احسان ہے۔ ورنہ ہم بھی گم راہوں کی طرح بھٹکتے پھرتے اور اپنا دین دنیا دونوں تباہ کر لیتے۔

''مومن'' کا لفظ کتنا پیارا ہے۔ مومن کے معنی ہیں ایمان والا۔ ایمان سچّے اور پکّے یقین کو کہتے ہیں۔ جس کے پاس ایمان ہے، اس کے پاس سب کچھ ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں، اس کے پاس کچھ نہیں۔ ایمان والے کی ہر ایک عزت کرتا ہے۔ ہر ایک کے دل میں اُس کے لیے جگہ ہوتی ہے۔ اللہ کو بھی وہی پیارا ہے، جس کے اندر ایمان ہے۔ بے ایمان شخص دنیا میں بھی حقیر ہے اور اللہ کی نظر میں بھی ذلیل ہے۔

مسلمان ہونے کے لیے پانچ باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اِن پر ایمان لائے بغیر نہ کوئی اسلام کی راہ پر چل سکتا ہے اور نہ مسلمان ہوسکتا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اِن باتوں کو سچّے دل سے مانے، اِن پر یقین رکھے اور زبان سے اِن کا اقرار کرے۔ اِن میں سے کسی ایک بھی بات کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا شکر ہے، مجھے اب یہ پانچوں باتیں خوب یاد ہوگئی ہیں اور کوشش کرتا ہوں کہ اُن باتوں پر کم از کم ایسا یقین ہوجائے جیسا اس بات کا یقین ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو جل جائے گا۔ اُن پانچ باتوں پر پختہ یقین کو ''عقیدہ'' کہتے ہیں۔ پانچ عقیدے یہ ہیں:

(۱) ایمان بِاللّٰہ: اِس بات پر ایمان کہ اللّٰہ ایک ہے اور اُس جیسا کوئی دوسرا نہیں۔

(۲) ایمان بِالملائِکہ: فرشتوں پر ایمان کہ وہ اللّٰہ کی ایسی فرماں بردار مخلوق ہیں جو نافرمانی کر ہی نہیں سکتی۔

(۳) ایمان بالکتب: آسمانی کتابوں پر ایمان۔ مختلف زمانوں میں اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں اُتاریں، جن میں سچّی تعلیم تھی، اللّٰہ کے احکام تھے اور اُس کی مرضی کا صحیح صحیح علم تھا۔

(۴) ایمان بِالرِّسالت: رسولوں پر ایمان کہ ہر زمانے اور ہر قوم میں اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور سچّے بندوں کو اپنا پیغام دے کر بھیجا۔ وہ خود بھی اللّٰہ کی مرضی پر چلے اور دوسروں کو بھی چلایا۔

(۵) ایمان بِالآخرت: اس بات پر ایمان کہ مرنے کے بعد ایک دن اللّٰہ تعالیٰ سب کو زندہ کرے گا، اپنے پاس بلائے گا، پوری زندگی کا حساب لے گا اور نیکی بدی کی جانچ کرے گا۔ نیکوں کو جنت دے گا اور بُروں کو جہنم میں ڈالے گا۔

یہ پانچوں باتیں میں نے خوب سمجھ کر یاد کرلی ہیں۔ اب میں اِن کی کچھ تفصیل سناتا ہوں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- وہ کون سی دولت ہے، جس کو پانے کے بعد دونوں جہانوں میں عزّت ملتی ہے؟

۲- کون دنیا میں بھی حقیر اور اللہ کی نظر میں بھی ذلیل ہے؟

۳- مسلمان ہونے کے لیے کتنی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

۴- کون اللہ کا پیارا بندہ ہوتا ہے؟

۵- ایمان کی تعریف کیا ہے؟

۶- ایمان بِالآخرت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۲- مناسب جوڑے لگایئے:

الف	ب
ایمان بِالمُلائِکہ	آخرت پر ایمان
ایمان بِالکُتُب	رسولوں پر ایمان
ایمان بِالرِّسالت	ایمان والا
مومن	کتابوں پر ایمان
ایمان بِالآخرت	فرشتوں پر ایمان

۱- ایمان باللہ

یہ لمبی چوڑی زمین جس پر ہم رہتے بستے ہیں، یہ نیلا آسمان، جس میں ہزاروں لاکھوں تارے جگمگاتے ہیں، یہ روشن سورج، یہ چمکتا چاند، یہ خوش نما بیل بوٹے، یہ ہری بھری کھیتیاں، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ اپنے حکم سے پیدا کیا ہے۔ وہی پوری دنیا کا سچا بادشاہ ہے۔ راجا، پرجا سب اُس کے غلام ہیں۔ امیر غریب، چھوٹے، بڑے سب اُس کے محتاج ہیں۔ وہ سب کا مالک ہے، سب کا حاکم ہے اور سب اُس کے حکم کے بندے اور غلام ہیں۔ پوری دنیا پر اُسی کی حکومت ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ زمین اور آسمان میں اُسی کا حکم چلتا ہے۔ سورج اسی کے حکم سے طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ چاند اُسی کے حکم سے نکلتا ہے۔ جنگل، پہاڑ، دریا سب اسی نے بنائے ہیں۔ بادل اسی کے حکم سے اُڑتے اور برستے ہیں۔

اللہ ایک ہے۔ اُس جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ سب اُس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اُس کے ماں باپ ہیں، نہ بیٹا بیٹی اور بیوی۔ نہ اُس کا کوئی خاندان ہے اور نہ برادری۔ اُس کے برابر کا کوئی نہیں۔ وہ بے مثل ہے۔ آپ سے آپ موجود ہے۔ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ موت اور زندگی اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے۔ وہ زندہ رکھے تو کوئی مار نہیں سکتا، وہ مارنا چاہے تو کوئی زندگی نہیں دے سکتا۔ کوئی آدمی جرم کرے تو اُس کی پکڑ سے بچ

نہیں سکتا اور نہ کوئی بچا سکتا ہے۔ ساری مخلوق جن، فرشتے، انسان، نبی، ولی سب اُس کی رعیّت ہیں، اُس کے بندے اور غلام ہیں۔ اس کی بادشاہت میں کسی کو کوئی دخل نہیں۔ سب بے اختیار ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اُس کو ٹوکنے والا نہیں۔ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ اونگھتا ہے، نہ سوتا ہے، نہ تھکتا ہے۔ وہ ہر ڈھکی چھپی چیز کو جانتا ہے۔ کوئی چیز، آسمان میں ہو یا زمین میں اُس سے پوشیدہ نہیں۔ ہر چھوٹی بڑی بات کا اُس کو پورا پورا علم ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے۔ کوئی چیز اُس کے قبضے سے باہر نہیں۔ راحت و آرام بھی وہی دیتا ہے اور دُکھ درد بھی اُسی کی طرف سے ہے۔ عزّت ذلّت، نفع نقصان سب اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اُس کے کاموں میں اُس کا کوئی ساجھی نہیں۔ وہ اپنے کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں۔ غرض، جتنی اچھائیاں ہیں، وہ سب اُس میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر ہم ہر ایک کی بندگی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ کسی بڑی سے بڑی طاقت کے سامنے ہم سر نہیں جھکاتے۔ ہم صرف اُسی کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اُسی کی عبادت اور بندگی کرتے ہیں۔ اُسی سے دُعائیں مانگتے ہیں۔ اڑے وقت میں اُسی سے فریاد کرتے ہیں۔ دکھ درد میں اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اُس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ ڈرنے کے لائق صرف اُسی کی ذات ہے۔ اُس کے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں۔ وہ جس کو بچانا چاہے، ساری دنیا مل کر بھی اُس کو کوئی تکلیف نہیں دے سکتی اور وہ جس کو سزا دینا چاہے، ساری دنیا مل کر بھی اُسے نہیں بچا سکتی۔ ہم اُسی سے محبت کرتے ہیں، اسی سے دل لگاتے ہیں۔ اسی کے حکموں پر چلتے ہیں، اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں، جن باتوں سے اس نے روکا ہے اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے اور جن باتوں کا اُس نے حکم دیا ہے اُن کو جی جان سے کرتے ہیں۔ اُس کے سوا کسی سے مرادیں نہیں مانگتے۔ غرض کہ اُسی سے ڈرتے ہیں۔ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے۔“

ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم آہستہ بولیں یا زور سے، اللہ تعالیٰ

سب سنتا ہے۔ ہم زبان سے کہیں یا دل میں سوچیں، اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ اندھیرے اُجالے کی کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ ہم کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں سکتے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہر غلط بات پر اللہ تعالیٰ سزا دے سکتا ہے۔ اس کی سزا سے کوئی بچانے والا نہیں، پھر بھلا ہم کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں۔

ہم ہر برائی سے بھاگتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرتے ہیں۔ ہم بھلائی کو اختیار کرتے ہیں۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، جو بھلائیوں پر چلیں، اچّھے کام کریں، اُس کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور سب کا بھلا چاہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم نیک کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا۔ ہمیں جنت دے گا۔

ہم بے شرمی اور بے حیائی سے بچتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر ہم نے اُس کے حکموں پر چلنے کا عہد کیا ہے، اس لیے ہم گناہ کے قریب نہیں پھٹکتے اور بُرے خیال دل میں نہیں لاتے۔ شریف آدمی تو بندوں سے عہد کر کے نہیں توڑتا، پھر ہم اللہ سے عہد کر کے کیسے توڑ سکتے ہیں۔ ہم بے حیائی کے کاموں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ دوسروں کی عزّت و آبرو کو بھی ہم ویسا ہی سمجھتے ہیں، جیسی اپنی عزّت و آبرو ہے۔

ہم ہر ایک کا حق ادا کرتے ہیں۔ ماں باپ کا حق، بہن بھائیوں کا حق، رشتے داروں کا حق۔ ہم ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں، کبھی کسی کا حق نہیں مارتے۔ جس کے ساتھ جو کچھ بھلائی کر سکتے ہیں، کرتے ہیں۔ یتیموں، بیواؤں اور غریب دُکھیوں کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کو آرام پہنچا کر اللہ تعالیٰ کو خوش کرتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ہم بھی کسی کو دکھ نہیں پہنچاتے۔ کسی کو نہیں ستاتے اور حق و انصاف کے معاملے میں ہم سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم پسند نہیں کرتے کہ دوسرے ہمارے ساتھ بدسلوکی کریں تو پھر ہم دوسروں کے ساتھ بدسلوکی کیوں کریں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انصاف کے دن ہمیں سخت سزا دے گا۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

۲- اللہ پر ایمان لاکر ہم کس طرح ہر ایک کی بندگی سے آزاد ہوجاتے ہیں؟

۳- یہ کس نے کہا: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے ہر چیز اُس سے ڈرتی ہے۔''

۴- اس سبق میں کن کن لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

۵- ''پوری دنیا پر اللہ کی حکومت ہے۔'' اِس بات کی وضاحت کیجیے۔

۶- ''اللہ اکیلا ہے'' اِس بات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۷- اللہ پر ایمان لانے کے بعد ہمارے اندر کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- چاند اُسی کے .... سے نکلتا ہے۔

۲- موت اور زندگی اس کے .... میں ہے۔

۳- ہم اللہ کی .... سے ڈرتے ہیں۔

۴- اللہ انصاف کو ....کرتا ہے۔

۳- اس سبق میں اللہ کی بہت سی صفات بیان کی گئی ہیں۔ کم از کم دس صفات لکھیے۔

۲- ایمان بِالْمَلائِکہ

اسلام کا دوسرا عقیدہ ایمان بِالْمَلائِکہ ہے، جس کے معنیٰ فرشتوں پر ایمان لانے کے ہیں۔ فرشتے کون ہوتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ اِن باتوں کے بارے میں ہم بس اُتنا ہی جانتے ہیں، جتنا اللہ کی کتابوں میں لکھا ہے اور رسولوں نے بتایا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی طرف سے فرشتوں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں گھڑ لی ہیں۔ کوئی انھیں دیوی دیوتا کہتا ہے، کوئی اللہ کی اولاد سمجھتا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ پانی برسانا، ہَوا چلانا، مَوت اور زندگی دینا اُن کے اختیار میں ہے، اِس لیے اُن کی پوجا کرتے ہیں اور اُنھیں خوش کرنے کے لیے نذر و نیاز دیتے ہیں۔ غرض رسولوں کی تعلیم سے ہٹ کر لوگوں نے عجیب عجیب باتیں بنا لی ہیں۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔

اِس دنیا کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ وہی حاکم ہے۔ اُس کی خدائی میں کوئی دوٗسرا شریک نہیں۔ زمین و آسمان میں صرف اسی کی حکومت قائم ہے۔ ہر جگہ اُسی کا حکم چلتا ہے۔ زمین و آسمان کا انتظام چلانے کے لیے اور ہر کام کو وقت پر قاعدے سے انجام دینے کے لیے اللہ نے بہت سے فرشتے پیدا کیے ہیں۔ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں۔ وہ بہت ہی فرماں بردار پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتے۔ دن رات اللہ کے حکموں کو بجالانے میں لگے رہتے ہیں۔ کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ بس اللہ کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ جب جو حکم مل گیا فوراً بجالاتے ہیں۔ جس کام پر انھیں مقرر کر دیا گیا ہے، بس اُسی

کے کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ جس کام کی طاقت اللہ نے انھیں دی ہے، بس وہی کر سکتے ہیں۔ اس کے سوا اپنے اختیار سے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ کے حکم کے بغیر ایک ذرّہ نہیں ہلا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مصلحت ہے کہ وہ زمین و آسمان کا انتظام ان کے ذریعے سے کراتا ہے، ورنہ کسی کام کے کرتے اللہ کو کیا دیر لگتی ہے۔ ادھر کہا اور اُدھر ہو گیا۔ سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ وہ فرشتوں سے کام لینے پر مجبور نہیں ہے۔ اُس کی مصلحت ہم نہیں سمجھ سکتے۔ وہ بغیر بادل کے پانی برسا سکتا ہے اور بغیر پانی برسائے پودے اُگا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کی مصلحت ہے کہ دنیا میں ہر کام کا کوئی نہ کوئی سبب مقرّر کر رکھا ہے۔

یہ سمجھنا کہ فرشتوں کے پاس اپنی کوئی طاقت ہے، اپنا کوئی اختیار ہے، یا وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں بالکل غلط ہے۔ وہ تو بالکل مجبور اور بے اختیار ہیں۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ فرشتوں کی کیا مجال کہ وہ اللہ کے کام میں دخل دیں یا اس کی مرضی کے خلاف کچھ کریں۔

فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ عام طور پر ہمیں نظر نہیں آتے۔ جس طرح ہماری اپنی جان نگاہوں سے اوجھل ہے، اُسی طرح فرشتے بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ رسولوں نے بتایا کہ فرشتے ہوتے ہیں اس لیے ہم ان کے ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ ہماری طرح مرد عورت ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ اونگھتے سوتے ہیں۔ بس اللہ کا ذکر اُن کی غذا ہے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور پوری فرماں برداری کے ساتھ اپنے مقررہ کاموں کو انجام دیتے رہتے ہیں۔ مختصر طور پر فرشتوں کے متعلق نیچے کی باتوں کو ضرور یاد رکھنا چاہیے۔

فرشتوں کے متعلق ضروری عقیدے

(۱) فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں۔ نہ وہ اللہ کی اولاد ہیں اور نہ کسی طرح اس کی خدائی میں شریک ہیں۔ اللہ ہی کے قبضے میں اُن کی زندگی بھی ہے اور موت بھی۔ ان میں خدائی کی طاقت نہیں۔ بس وہ ایک فرماں بردار مخلوق ہیں۔ ہر وقت اللہ کی عبادت کرنا،

[illegible]

(۷) فرشتوں کے کام

- ★ رسولوں کے پاس اللہ کا پیغام لانا: اس کام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام مقرّر تھے۔ مگر یہ کام اب ختم ہو چکا ہے۔ کیوں کہ پیارے رسولؐ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں۔
- ★ جان داروں کی جان نکالنا: اس کام پر حضرت عِزرائیل علیہ السلام مقرّر ہیں۔
- ★ جان داروں کو روزی پہنچانا: اِس کام پر حضرت میکائیل علیہ السلام مقرر ہیں۔
- ★ صور پھونکنا: اِس کام پر حضرت اِسرافیل علیہ السلام مقرّر ہیں۔ بس وہ اللہ کے حکم کے منتظر ہیں، صوٗر منہ میں لیے کان لگائے کھڑے ہیں۔ حکم ملتے ہی صوٗر پھونکیں گے۔ صوٗر کی آواز بہت تیز اور ڈراؤنی ہوگی۔ پہلی مرتبہ میں سارے جان دار، انسان، جنات، چرند پرند، غرض سارا جہان مرمٹ کر ختم ہو جائے گا۔ دوسری مرتبہ میں سارے انسان جی اُٹھیں گے اور اپنا اپنا اعمال نامہ لیے حشر کے میدان کی طرف دوڑیں گے۔
- ★ قبر میں مُردوں سے سوال جواب کرنا: اِس کام پر دو فرشتے مقرّر ہیں، ایک کا نام مُنکَر ہے اور دوسرے کا نکیر۔
- ★ انسانوں کی حفاظت کرنا: اس کام کو انجام دینے والے فرشتوں کا نام حَفَظَہ یعنی حفاظت کرنے والے:
- ★ انسان کے کاموں کو لکھنا: انسان اِس دنیا میں جو کچھ کرتا ہے، فرشتے اُسے لکھ لیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرّر کر رکھے ہیں۔ ہم جہاں کہیں ہوں اور جو کچھ کر رہے ہوں، وہ فرشتے اُسے لکھتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن ہمارا پورا ''کچّا چِٹّھا'' اللہ کے حضور پیش کر دیں گے۔ اِن کو کِراماً کاتِبین کہتے ہیں۔
- ★ جنت کی رکھوالی اور انتظام کرنا: اِس کام پر مامور فرشتے کا نام رضوان ہے۔
- ★ جہنّم کا انتظام کرنا: اِس فرشتے کا نام مالک ہے۔

★ نیک مجلسوں میں شریک ہونا: فرشتے خود بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور جہاں کہیں دوسرے ذکر کرتے ہیں، وہاں بھی شریک ہوتے ہیں۔

ان کے علاوہ بے شمار فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و تسبیح میں لگے رہتے ہیں۔ اور نہ معلوم کتنے ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- اللہ تعالیٰ نے فرشتے کیوں پیدا کیے ہیں؟

۲- فرشتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۳- فرشتوں کے بارے میں لوگوں نے کیا کیا غلط خیالات قائم کر رکھے ہیں؟

۴- چار مشہور فرشتوں کے نام بتائیے۔

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- فرشتے .... سے پیدا کیے گئے ہیں۔

۲- فرشتے اللہ کی .... ہیں۔

۳- فرشتوں کی کیا .... کہ وہ اللہ کے کام میں دخل دیں۔

۴- فرشتے بہت ہی .... پیدا کیے گئے ہیں۔

۳- درج ذیل فرشتوں کے کیا کام ہیں؟

(۱) حضرت جبرئیلؑ (۲) مُنکَر نکِیر (۳) حضرت اِسرافیلؑ (۴) کِراماً کاتبین

۴- کالم 'الف' کو کالم 'ب' سے ملایئے:

(الف)	(ب)
۱- جان داروں کی جان نکالنے کے لیے	کِراماً کاتِبین
۲- جان داروں کو روزی پہنچانے کے لیے	مالِک
۳- جنّت کی رکھوالی کرنے کے لیے	عزرائیلؑ
۴- جہنّم کا انتظام کرنے کے لیے	میکائیلؑ
۵- انسانوں کے کاموں کو لکھنے کے لیے	رِضوانؑ

۳- ایمان بِالکُتُب

اسلام کا تیسرا عقیدہ ایمان بِالکتب ہے۔ یعنی اللہ کی کتابوں پر ایمان لائے کے ہیں۔ کتاب کس نے نہیں دیکھی ہے؟ ہمارے ہاتھ میں کتاب ہی تو ہے۔ کتابیں دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو انسانوں نے سوچ سوچ کر لکھی ہیں اور دوسری وہ جو اللہ نے رسولوں پر اُتاری ہیں۔ رسولوں پر اتاری ہوئی کتابوں کو آسمانی کتابیں کہتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے آسمانی کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر بہت مہربان ہے۔ ہمیں پیدا کیا، کھانے پینے کے لیے طرح طرح کی چیزیں دیں، ضرورت کا سب سامان دیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ رہنے سہنے اور زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ بتایا۔ اگر ہم رہنے سہنے کا ٹھیک ٹھیک ڈھنگ نہ جانتے تو دنیا میں بھی گُم راہ ہوتے، بھٹکتے پھرتے اور آخرت میں بھی اللہ کا عذاب بھگتنا پڑتا۔ اللہ کا ہم پر بہت بڑا کرم ہے کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لیے کتابیں اُتاریں۔ کتابوں میں اچھے کاموں کی تفصیل بتائی، بُری باتوں سے بچنے کا حکم دیا، زندگی گزارنے کی سیدھی سچّی راہ بتائی، اپنے پسندیدہ کام بتائے، اپنی مرضی کا صحیح علم دیا، دین کی ضروری باتیں بتائیں، جنّت جہنّم کا تذکرہ کیا، نیک کاموں پر اکسایا، بُرے کاموں کا انجام کھول کھول کر بیان کیا، اچّھے عقیدے کی تعلیم دی، عبادت کے طریقے سکھائے، ماں باپ، بہن بھائیوں کے حقوق بتائے، غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ اچھے سلوک کا ڈھنگ بتایا۔ غرض وہ تمام

باتیں اللہ نے اپنی کتابوں میں بتائیں، جن سے وہ خوش ہوکر آخرت میں انعام اور نعمتوں بھری جنّت دے گا۔

اللہ نے سیدھی راہ بتانے کے لیے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں اُتاریں۔ اُن کی ٹھیک ٹھیک گنتی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہمیں تو بس اُتنا ہی معلوم ہے، جتنا قرآن شریف میں لکھا ہے یا پیارے رسولؐ نے بتایا ہے۔ آسمانی کتابوں میں صرف قرآن شریف ہی اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ یہ سب سے آخری آسمانی کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب نہ آئے گی۔ قرآن شریف دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے چار آسمانی کتابوں کی خبر دی ہے: توراۃ، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، زَبُور جو حضرت داؤد عَلَیہِ السَّلام پر نازِل ہوئی، اِنجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن شریف، جو حضرت محمد مصطفیٰؐ پر نازل ہوا۔ ان کے علاوہ بھی کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں بعض پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں۔ انھیں ''صُحُف'' کہتے ہیں۔ قرآن شریف کے علاوہ تمام پچھلی کتابیں اب اپنی اصل حالت میں نہیں ہیں۔ لوگوں نے اپنی بے پروائی سے اور کچھ لوگوں نے شرارت سے اِن میں طرح طرح کی باتیں ملالیں، جھوٹی سچّی باتیں ملاکر اللہ کے دین کو بگاڑلیا، اپنے مطلب کی باتیں ظاہر کیں اور اپنی مرضی کے خلاف باتیں چھُپالیں۔ غرض پچھلی کتابیں اب اُس حالت میں نہیں ہیں، جس حالت میں اللہ نے نازل کی تھیں۔

مسلمان اِن تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو شخص اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

اللہ کی کتابوں کے متعلق ضروری عقیدے

(۱) تمام آسمانی کتابوں کی تعلیم سچّی تھی۔

(۲) تمام آسمانی کتابوں کی تعلیم بھی یہی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور پیغمبروں کی پیروی کرو۔

(۳) تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو شخص اِن میں سے کسی ایک کتاب کو بھی ماننے سے انکار کردے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

(۴) پچھلی آسمانی کتابیں اب اپنی اصل شکل میں نہیں ہیں۔ اُن میں لوگوں نے اپنی بے پروائی اور شرارت سے غلط سلط باتیں شامل کرلی ہیں۔

(۵) توَرات، زبوُر اور اِنجیل کے نام سے جو کتابیں پائی جاتی ہیں، اُن کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اللہ کی کتابیں ہیں۔ ہم اُن کتابوں پر ایمان لائے ہیں، جو اللہ نے اتاری تھیں اور جو غلط باتوں سے پاک تھیں۔ ہاں ہم ان کے ان حصّوں کو مانتے ہیں، جن کی تصدیق قرآن شریف سے ہوتی ہے۔

(۶) پچھلی تمام کتابیں اپنے اپنے زمانے کے لیے تھیں۔ اب قیامت تک قرآن شریف ہی ہدایت کے لیے ہے۔ قرآن شریف کو مانے بغیر کوئی اسلام کی سیدھی راہ نہیں پاسکتا۔

(۷) قرآن شریف جب سے نازل ہوا ہے، اپنی اصل حالت میں ہے اور قیامت تک اِسی طرح محفوظ رہے گا۔

(۸) قرآن شریف کی تعلیم ہر زمانے کے لیے ہے۔ جس طرح پیارے رسولؐ آخری رسول ہیں، اسی طرح قرآن شریف بھی آخری آسمانی کتاب ہے۔ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے اب کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔

(۹) قرآن شریف کے آجانے کے بعد اب پچھلی کتابوں پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی قرآن پاک کو چھوڑ کر پچھلی کتابوں پر عمل کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- ''آسمانی کتابیں'' سے کیا مراد ہے؟

۲- قرآن شریف کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
۳- اللہ تعالیٰ ہم پر کس کس طرح مہربان ہے؟
۴- اللہ کی کتابوں میں کن باتوں کی تعلیم دی گئی ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:
۱- پچھلی آسمانی کتابیں اب اپنی .... شکل میں نہیں ہیں۔
۲- تمام آسمانی کتابوں کی .... ایک تھی۔
۳- قرآن شریف جب سے نازل ہوا ہے۔ اپنی اصل .... میں ہے۔
۴- .... کو مانے بغیر کوئی اسلام کی سیدھی راہ نہیں پاسکتا۔

۳- صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کے نشان لگائیے:
۱- تمام آسمانی کتابوں کی تعلیم سچی تھی۔ ( )
۲- تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ ( )
۳- قرآن شریف کی تعلیم ہر زمانے کے لیے ہے۔ ( )
۴- قرآن شریف کے آجانے کے بعد پچھلی کتابوں پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔ ( )

۴- مناسب جوڑے بنائیے:

الف	ب
۱- قرآن	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
۲- توَرات	حضرت داوٗد علیہ السّلام
۳- زَبوُر	حضرت موسیٰ علیہ السّلام
۴- اِنجیل	حضرت محمّد صلّی اللہ علیہِ وسلم

۴-ایمان بِالرِّسالت

اسلام کا چوتھا عقیدہ ایمان بِالرِّسالت ہے۔ اس کے معنیٰ اللہ کے رسولوں پر ایمان لانے کے ہیں۔ اللہ ہم پر انتہائی مہربان ہے۔ ضرورت کی کون سی چیز ہے، جو اُس نے ہمیں نہیں دی۔ پینے کو ٹھنڈا میٹھا پانی، کھانے کو مزے دار، پہننے کو اچھے اچھے کپڑے، رہنے سہنے کو اچھا، آرام دہ مکان۔ غرض دنیا جہان کی چیزیں اللہ نے ہمیں دی ہیں اور ان سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی مرضی بتائی اور سیدھی راہ دکھائی۔ اللہ کا پیغام پہنچانے اور سیدھی راہ دکھانے کو ''رِسالت'' کہتے ہیں۔ اِس کام کے کرنے والے کو ''رسُول'' کہتے ہیں۔ رسالت پر ایمان لانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب سے دنیا بسی ہے، تبھی سے اللہ اپنے رسولوں کو اپنا پیغام دے کر بھیجتا رہا۔ رسول ہر زمانے میں آتے رہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ سب نے آ کر اللہ کے پسندیدہ کام بتائے، اسلام کی تعلیم دی اور جنّت میں داخل ہونے اور جہنّم سے بچنے کی راہ بتائی۔ رسول سب سچے تھے، امانت دار تھے۔ ہر ایک نے یہی تعلیم دی کہ اللہ کو ایک مانو، اس کے کاموں میں کسی کو شریک نہ جانو اور صرف اُسی کی بندگی کرو۔ اُس کے سِوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ میری پیروی کرو۔ میری پیروی ہی میں دنیا اور آخرت کا بھلا ہے۔

یہ پیغام لے کر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام تشریف لائے۔ اُن کے بعد حضرت نوح علیہ السّلام، حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت موسیٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور نہ جانے کتنے پیغمبر کہاں کہاں آئے۔ اُن کی صحیح گنتی اور ان

کے نام اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ ہمیں تو بس اتنا ہی معلوم ہے کہ ان سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ اُن سب نے آ کر اللہ کی بندگی سکھائی، خود بھی اللہ کی مرضی پر چلے اور دوسروں کو بھی اللہ کی مرضی پر چلایا۔

رسولوں نے اپنی طرف سے کچھ نہ کہا۔ اللہ نے انھیں جو حکم دیا، اُسے ٹھیک ٹھیک بندوں تک پہنچایا۔ کوئی بات نہ چھپائی اور ذرا بھی کمی زیادتی نہ کی۔ رسول انسانوں کے سچّے خیر خواہ تھے۔ بڑے ہی نیک اور سچے تھے۔ ہر ایک کا بھلا چاہتے تھے۔ کبھی جھوٹ نہ بولتے اور کبھی کسی کا بُرا نہ چاہتے تھے۔ ان کی اچھی زندگی کو دیکھ کر ماننے والا ضرور مان لیتا۔ جو لوگ اللہ کا حکم مان کر اس پر چلنے لگتے، ایسے لوگوں کو رسول خوش خبری دیتے کہ اُن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا۔ انھیں آخرت میں جنت کے سدا بہار باغ میں داخل کیا جائے گا۔ جو لوگ رسولوں کا انکار کر کے کفر پر اڑے رہتے، انھیں جہنم کے سخت عذاب سے ڈراتے، نہایت شفقت اور محبت سے سمجھاتے، اللہ کی طرف بلاتے، اللہ کی مہربانیاں یاد دلاتے، اس کی نعمتیں گنا کر شکر پر اُبھارتے، انتہائی نرمی سے پیش آتے اور یہ چاہتے کہ کسی طرح اللہ کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُتار دیں۔

رسول خود بھی دین پر چل کر دکھاتے تھے، نیک کام کرتے تھے، بری باتوں سے بچتے تھے، برے کاموں سے دور رہتے تھے، اللہ کی عبادت کرتے تھے، اُس سے گناہوں کی معافی مانگتے تھے، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور ہر ایک کا حق ادا کرتے تھے۔ غرض سارے بھلے کام وہ خود کر کے دکھاتے تھے تاکہ لوگ ان کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنائیں اور ٹھیک اُسی طرح عمل کریں جس طرح رسولوں نے عمل کر کے دکھایا ہے۔ اسی لیے تو اللہ نے ہمیشہ انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔

مسلمان تمام رسولوں کو مانتے ہیں۔ ان میں کوئی تفریق نہیں کرتے کہ ہم فلاں کو مانیں گے اور فلاں کو نہیں مانیں گے۔ جو شخص کسی ایک رسول کا بھی انکار کر دے، وہ مسلمان نہیں۔ جن رسولوں کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے، ان پر تو ہم نام لے کر ایمان

لاتے ہیں، لیکن جن کا ذکر نہیں آیا ہے، ان کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں۔

اللہ نے رسولوں کو کچھ نشانیاں بھی دیں۔ رسول اپنی سچائی کے لیے یہ نشانیاں لوگوں کو دکھاتے تھے، ان نشانیوں کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اللہ کے حکم سے اژدہا بن جاتی تھی اور پھر جب اٹھاتے تو وہی لاٹھی کی لاٹھی۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کردیتے تھے، اندھوں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا کردیتے تھے۔ پیارے رسولؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزے دیے۔ ایک ہی رات میں زمین و آسمان کی سیر کرائی۔ جنت ودوزخ دکھائے۔ اپنے پاس بلایا۔ اس واقعے کو "معراج" کہتے ہیں۔ آپؐ کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ آپؐ کی انگلیوں سے چشمہ بہہ نکلا۔ غرض آپؐ کو بہت سے معجزے دیے گئے۔ مگر آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے۔ جو قیامت تک موجود رہے گا، جس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی مثل کوئی آج تک نہ لاسکا اور نہ قیامت تک لاسکے گا۔

پیارے رسولؐ سے پہلے جتنے رسول آئے، وہ سب اپنے اپنے وقتوں کے لیے تھے لیکن آپؐ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے۔ آپؐ کو تمام انسانوں کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا گیا۔ ساری دنیا کے لوگوں کے لیے آپؐ پر ایمان لانا اور آپؐ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ جو لوگ آپؐ کی نبوت کا انکار کریں، وہ مسلمان نہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنی امت کے لوگوں کو تاکید کی تھی کہ آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ایمان لانا اور ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا۔ مگر کچھ لوگوں نے تو اُن کی بات مانی اور کچھ لوگوں نے نہ مانی۔ اپنی ضد پر اَڑے رہے۔ اور ہٹ دھرمی کرکے اپنی دین دنیا کو بگاڑلیا۔

رسولوں کے متعلق ضروری عقیدے

(۱) تمام رسول، اللہ کے بندے اور انسان تھے۔

(۲) رسول تمام سچے تھے، کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

(۳) تمام رسول ''امین'' تھے۔ اللہ کا پیغام بغیر کسی کی بیشی کے ٹھیک ٹھیک پہنچادیتے تھے۔ کوئی بات چھپا نہیں رکھتے تھے۔

(۴) تمام رسول سب کے سچے خیر خواہ ہوتے تھے۔ اپنی بڑائی، لالچ، یا دنیوی غرض کے لیے کچھ نہیں کرتے تھے۔ اللہ کو خوش کرنے کے لیے اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچاتے تھے۔

(۵) رسولوں کے پاس حضرت جبرئیلؑ وحی لاتے تھے۔

(۶) تمام رسول معصوم تھے۔ وہ کبھی گناہ نہیں کرتے تھے۔

(۷) اللہ کی طرف سے بندوں کو سیدھی راہ دکھانے پر مقرر ہوتے تھے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے انھیں غیب کی بہت سی ایسی باتیں بتا دی تھیں، جو عام لوگوں کو معلوم نہیں تھیں۔

(۹) انھیں عذاب، ثواب، جنت اور جہنم پر ایسا یقین تھا جیسا آنکھوں دیکھی چیز پر۔

(۱۰) رسول خود بھی اللہ کی بندگی کرتے تھے۔ اللہ کے حکموں پر چلتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔

(۱۱) حضرت محمد مصطفیٰؐ، اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے، اب آپؐ کی نبوت اور رسالت ساری دنیا کے لیے ہے۔ تمام انسانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ حضرت محمدؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کی پیروی کریں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- رسالت کسے کہتے ہیں؟

۲- رسولوں نے لوگوں کو کن کن باتوں کی تعلیم دی؟

۳- رسولوں کی زندگی کیسی تھی؟

۴- اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو کون سا معجزہ دیا تھا؟

۵- حضرت محمدؐ کی نبوت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- انسانوں کے سچے .... تھے۔

۲- حضرت محمدؐ کا سب سے بڑا معجزہ .... ہے۔

۳- مسلمان تمام .... کو مانتے ہیں۔

۴- حضرت محمدؐ کی نبوت .... تک کے لیے ہے۔

۵- رسول، اللہ کے بندے اور .... تھے۔

۳- صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کے نشان لگایئے۔

۱- رسول سب معصوم تھے۔ (   )

۲- رسولوں کے پاس حضرت میکائیل وحی لاتے تھے۔ (   )

۳- حضرت محمدؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے۔ (   )

۴- حضرت آدمؑ آخری نبی تھے۔ (   )

۵- اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (   )

۴- نیچے رسولوں کے ناموں کی ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی ہے آپ صحیح ترتیب سے ان کے نام لکھیے۔

حضرت موسیٰؑ، حضرت نوحؑ، حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت محمدؐ، حضرت عیسیٰؑ۔

۵- ایمان بالآخرت

ہمارا پانچواں عقیدہ ایمان بالآخرت ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر ایمان لانا۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم ایک بار مرگئے تو پھر بھلا دوبارہ کیا زندہ ہوں گے۔ مٹّی میں مل کر مٹّی ہوجائیں گے۔ گلی سڑی ہڈیاں بھلا پھر کیا زندہ ہوں گی۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مرکر دوسرا جنم بدلتے ہیں۔ جنم بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نے اچھے کام کیے ہیں تو دوبارہ اسی دنیا میں اس کی روح کو اور اچھا جسم مل جاتا ہے اور برے کام کیے ہیں تو اسی دنیا میں اسے برا جسم مل جاتا ہے۔ برے کاموں کی سزا میں کوئی کتّا بنادیا جاتا ہے، کوئی گدھا اور سُوّر بنادیا جاتا ہے۔ گویا بُرے کاموں کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔

یہ سب باتیں غلط ہیں، خود انسانوں نے گھڑلی ہیں۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا یہ ہم خود نہیں دیکھ سکتے، جو لوگ مر چکے ہیں، ان سے مل کر معلوم نہیں کرسکتے۔ پھر ہم خود بھلا کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ لیکن رسولوں پر ایمان لانے والوں کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اللہ کے ان سچے بندوں نے ہمیں موت کے بعد کا حال بھی ٹھیک ٹھیک بتادیا ہے۔ رسولوں نے بتایا کہ ہم سب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اللہ کے لیے یہ کیا مشکل ہے۔ آخر پہلے بھی تو اسی نے ہمیں پیدا کیا تھا۔ جی اٹھنے کے بعد ہم سب حشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔ اللہ کے حضور ہماری پیشی ہوگی۔ ہمارے کاموں کی جانچ پڑتال ہوگی۔ ایک ایک عمل تولا جائے گا اور ہر ایک کو اپنے کیے کے مطابق

بدلہ ملے گا۔ مرنے کے بعد جی اٹھنے اور فیصلہ ہونے کے دن کو ''آخرت'' کا دن کہتے ہیں۔

فرشتوں کے حال میں ہم نے پڑھا ہے کہ حضرت اسرافیلؑ منہ میں صوٗر لیے کھڑے ہیں اور انتظار کررہے ہیں کہ حکم ملے اور وہ صوٗر پھونکیں۔ جب وہ پہلا صوٗر پھونکیں گے تو ساری دنیا مرمٹ کر ختم ہوجائے گی۔ صوٗر کی آواز اتنی تیز اور بھیانک ہوگی کہ کوئی جان دار زندہ نہ رہ سکے گا اور ساری دنیا ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ آئے دن ہم سنتے رہتے ہیں کہ کہیں زلزلہ آ گیا، کہیں طاعون پھیل گیا، کہیں کوئی وبا پھوٹ پڑی، لاکھوں انسان ہلاک ہوگئے اور شہر کے شہر تباہ ہوگئے۔

یہ چھوٹے چھوٹے زلزلے اور تباہیاں قیامت کا نمونہ ہیں۔ ایک دن ایسا آئے گا، جب ایک بہت بڑا زلزلہ ساری دنیا کو ہلادے گا۔ آن کی آن میں ساری دنیا ختم ہوجائے گی۔ نہ یہ شہر رہیں گے نہ گاؤں، نہ پہاڑ رہیں گے نہ دریا نہ چاند رہے گا نہ سورج۔ ستارے جھڑ جھڑ کر بکھر جائیں گے۔ نہ زمین رہے گی نہ آسمان نہ انسان رہیں گے اور نہ کوئی جان دار۔ غرض ساری دنیا فنا ہوجائے گی۔

پھر حضرت اسرافیلؑ دوبارہ صوٗر پھونکیں گے۔ تمام مُردے جی اٹھیں گے اور سب حشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔ سب کے اچھے برے کام سامنے آئیں گے۔ کسی کا کوئی عمل چُھپا نہ رہے گا۔ رتی رتی کا حساب ہوگا۔ فرشتوں کے بیان میں ہم نے کراماً کاتبین کا حال پڑھا تھا۔ دو فرشتے ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتا یا کرتا ہے، لکھتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنی پوری رپورٹ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں گے۔ کسی کی کوئی بات اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ سب کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمائے گا۔ اس دن نہ کوئی جھوٹ بول سکے گا، نہ کسی کی دوستی کام آسکے گی اور نہ کوئی غلط سفارش کرسکے گا۔ پیارے رسولؐ بھول چوک سے گناہ کرنے والے مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

اس دن تمام انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک ایمان والوں کا گروہ

ہوگا، ایک کافروں کا۔ جن لوگوں نے اللہ کا حکم مانا ہوگا، اسلام کی راہ پر چلے ہوں گے، رسولوں کی پیروی کی ہوگی، اچھے کام کیے ہوں گے، گناہوں سے بچے ہوں گے اور ہر ایک کا حق ادا کیا ہوگا، اللہ ان سے بہت خوش ہوگا، انھیں انعام دے گا، رہنے سہنے کے لیے جنت دے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوگی، اس کا حکم ماننے سے انکار کیا ہوگا، رسولوں کی پیروی سے منہ موڑا ہوگا، گناہ کیے ہوں گے، خود بھی بھٹکے ہوں گے اور دوسروں کو بھی بھٹکایا ہوگا، کسی پر ظلم کیا ہوگا، کسی کا حق دبایا ہوگا اور اللہ کی زمین میں فتنہ وفساد پھیلایا ہوگا، ایسے ظالموں سے اللہ سخت ناراض ہوگا، سخت عذاب دے گا۔ ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اس دن کوئی اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے گا۔ بھاگ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ کافروں کے لیے یہ بڑا سخت دن ہوگا۔ سوچتے ہوں گے، کوئی دنیا بھر کی دولت لے کر ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ لیکن اس دن عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔

جنت

جنت نیک بندوں کا ٹھکانا ہے۔ جنت ہرے بھرے باغوں کا نام ہے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جنت میں طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی۔ اللہ کے نیک بندے جو چاہیں گے کھائیں گے پئیں گے اور جو چاہیں گے پہنیں گے۔ خوب صورت اور قیمتی کپڑے ہوں گے۔ اچھے اچھے زیور ملیں گے۔ شان دار محل ہوں گے۔ بڑی بڑی کوٹھیاں ہوں گی۔ ان میں ہر طرح سے سکون رہے گا۔ نہ کوئی بیماری ہوگی اور نہ کوئی دکھ، بس آرام ہی آرام ہوگا۔ نہ آنکھوں نے ایسا آرام دیکھا ہے، نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ دل میں ایسے آرام کا خیال آیا ہے۔ جنت میں مومن بندے جو چاہیں گے پائیں گے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ جو ایک بار وہاں داخل ہوگیا، پھر کبھی نہ نکالا جائے گا۔ عیش و آرام ختم ہونے کا کوئی کھٹکا نہ ہوگا۔ سدا سُکھ ہوگا۔ موت کا کوئی ڈر نہ ہوگا۔ موت کو بھی موت آچکی ہوگی۔

جہنَّم

جہنَّم کافروں کا ٹھکانا ہے۔ جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے، ایسے ایسے سخت عذاب جن کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ جہنم آگ کا ایک بہت ہی بڑا گہرا غار ہے۔ جہاں سانپ بچھو اور بڑے بڑے اژدہے ہوں گے۔ جہنمیوں کو کھانے کے لیے کانٹے دار کڑوے پتے ملیں گے پینے کے لیے خون، پیپ اور کھولتا ہوا پانی ملے گا، جس کو پئیں گے تو منہ جھلس کر رہ جائے گا۔ گھبرا کر موت کو پکاریں گے، لیکن وہاں کسی کو موت بھی نہ آئے گی۔ جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اے اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ ہمیں اسلام کی سیدھی راہ پر چلا اور دونوں جہان میں کامیابی عطا فرما۔ آمین۔

آخرت کے متعلق ضروری عقیدے

(۱) ایک دن یہ ساری دنیا فنا ہوجائے گی۔

(۲) مرنے کے بعد تمام اگلے پچھلے انسانوں کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

(۳) سارے انسان حشر کے میدان میں حساب کتاب کے لیے جمع ہوں گے۔

(۴) انسانوں کے تمام اچھے بُرے اعمال سامنے آجائیں گے۔

(۵) اللہ تعالیٰ خود ہر ایک سے حساب لے گا اور اچھے بُرے عمل کے مطابق بدلہ دے گا۔

(۶) اس دن کوئی شخص اپنا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی نہ چھپا سکے گا۔

(۷) ٹھیک ٹھیک جنچا تلا فیصلہ ہوگا۔ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہوگی۔

(۸) کافروں اور مومنوں کو برابر نہیں کیا جائے گا۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق ٹھکانا دیا جائے گا۔

(۹) نہ کوئی جھوٹ بول سکے گا، نہ کسی کی دوستی کام آئے گی اور نہ کسی کی غلط سفارش۔

(۱۰) رسولؐ انھی لوگوں کی سفارش کریں گے، جن کے لیے اللہ کی طرف سے انھیں اجازت ملے گی۔

(۱۱) اس دن کوئی اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے گا۔ اللہ کا جو فیصلہ ہوگا، اٹل ہوگا۔ مسلمان اُس دن کے خوف سے کانپتا رہتا ہے اور کسی بُرائی کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

(۱۲) ایمان والے جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۳) کافر اور مشرک جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (الفرقان:٦٥)

اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے دُور رکھ۔ سچی بات یہ ہے کہ جہنم کا عذاب برابر دُکھ دینے والا ہے۔

نوٹ: ایمان مفصل میں سات چیزوں پر ایمان لانا ضروری بتایا گیا ہے اور یہاں ہم نے صرف پانچ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے۔ تقدیر پر ایمان، ایمان باللہ ہی میں داخل ہے اور اسی طرح موت کے بعد جی اُٹھنے پر ایمان، ایمان بالآخرت میں شامل ہے۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- آخرت کسے کہتے ہیں؟

۲- آخرت کے بارے میں لوگوں کے کیا خیالات ہیں؟

۳- آخرت کے بارے میں رسولوں کی تعلیم کیا ہے؟

۴- قیامت کے دن کیا ہوگا؟

۵- جنت کن لوگوں کو ملے گی؟

۶- جہنم کن لوگوں کا ٹھکانا ہے؟

۷- میدان حشر میں سارے انسان کیوں جمع کیے جائیں گے؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- حضرت اسرافیلؑ جب پہلا .... پھونکیں گے تو ساری دنیا مر مٹ کر ختم ہو جائے گی۔

۲- انسان کے تمام اچھے بُرے .... سامنے آ جائیں گے۔

۳- قیامت کے دن تمام انسان .... گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

۴- .... ہرے بھرے باغوں کا نام ہے۔

۵- .... آگ کا ایک گہرا غار ہے۔

کچھ اور کام

جنت اور جہنم کے بارے میں چار چار جملے لکھیے۔

٤

نمازِ جُمعہ

نمازِ جمعہ فرض عَین ہے۔ ہر مسلمان کے لیے جمعے کی نماز پڑھنا ضروری ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جمعے کی اذان ہوتے ہی اپنے کاروبار چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔ حدیث شریف میں بھی جمعے کی نماز کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ ایک مرتبہ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''مسلمانو! جمعے کے دن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے عید کا دن بنایا ہے۔ اس دن نہاؤ، اگر میسّر ہو تو خوشبو لگاؤ اور مسواک اس دن ضرور کرلیا کرو۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ یہ دن اللہ کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ بہتر ہے۔ عید کے دنوں سے بھی زیادہ اللہ کے نزدیک جمعے کا مرتبہ ہے۔ جمعے کا دن پچھلی اُمتوں میں بھی بہت بابرکت تھا، لیکن انھوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ یہودیوں نے سنیچر کے دن کو متبرک بنالیا اور عیسائیوں نے اتوار کے دن کو مُتبرّک سمجھا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ مسلمانوں نے اس کی عظمت کو باقی رکھا۔

جمعے کی تیاری

پیارے رسولؐ جمعرات ہی کے دن سے جمعے کی تیاری شروع فرما دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جمعے کی رات سفید رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔ جو لوگ بغیر کسی عذر کے جمعے کی نماز نہ پڑھیں ان کو سخت عذاب ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا: جو لوگ جمعے کی جماعت میں شریک نہیں ہوتے میرا جی چاہتا ہے کہ میں خود جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ پیارے رسولؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص جمعے کے دن خوب نہا دھو کر بالوں میں تیل لگائے، خوشبو لگائے اور مسجد میں جا کر ادب سے بیٹھ جائے، پہلے سے بیٹھے ہوئے کسی آدمی کو اپنی جگہ سے نہ اُٹھائے، کچھ نفل پڑھے اور جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش ہو کر سنے، اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے جمعے سے اب تک کے گناہ معاف فرما دے گا۔

ہم جمعے کی نماز ہمیشہ پابندی سے جامع مسجد میں پڑھتے ہیں اور جمعرات ہی کے دن سے جمعے کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ کپڑے صاف کر کے رکھتے ہیں۔ خوش بو مل جائے تو لا کر رکھ لیتے ہیں اور جمعے کے دن صبح سویرے ہی غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں۔ بالوں میں تیل لگاتے ہیں، خوش بو لگاتے ہیں، سرمہ لگاتے ہیں اور بہت پہلے سے جامع مسجد پہنچ جاتے ہیں، کچھ نوافِل پڑھتے ہیں، سنتیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

جمعے کے دن جلد سے جلد مسجد میں پہنچنا چاہیے۔ جو شخص جس قدر پہلے مسجد میں پہنچے گا، اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

کن لوگوں پر فرض ہے

جمعے کی نماز مسافروں، بیماروں، اندھوں، عورتوں اور بچوں کے علاوہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ جمعے کی نماز جامع مسجد میں پڑھنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس دن جمع ہوں۔ سب مل کر عبادت کریں اور اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہو۔ جن لوگوں پر فرض نہیں ہے، وہ بھی اگر پڑھ لیں تو ان کی نماز جمعہ ہو جائے گی اور اس دن ان کو ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بچے تو جمعے کے دن نماز پڑھتے ہی ہیں تاکہ شروع سے عادت پڑ جائے۔

وقت

جمعے کی نماز کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔ جمعے کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ صحابۂ کرامؓ جب تک جمعے کی نماز سے فارغ نہ ہو لیتے، نہ دوپہر کو آرام کرتے اور نہ دوپہر کا کھانا کھاتے۔ جمعے کی نماز کا وقت وہی ہے، جو ظہر کی نماز کا ہے۔ اگر ظہر کا وقت نکل جائے تو پھر جمعے کی نماز جائز نہیں۔

نمازِ جمعہ کا طریقہ

جمعے کے دن اذان کی آواز سنتے ہی سارے کام چھوڑ کر مسلمان مسجد کی طرف دَوڑ پڑتے ہیں سب سے پہلے دو رکعتیں تحیۃُ المسجد کی ادا کرتے ہیں۔ اور چار رکعتیں سنت پڑھتے ہیں۔ پھر جب امام صاحب منبر پر خطبہ پڑھنے کے لیے آ کر بیٹھتے ہیں تو دوسری اذان خطبے کے لیے دی جاتی ہے۔ اور امام صاحب خطبۂ اولیٰ پڑھتے ہیں۔ مقتدی نہایت خاموشی سے خطبہ سنتے ہیں، نہ باتیں کرتے ہیں، نہ کسی کو سلام کرتے ہیں، نہ کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور نہ کوئی نفل نماز پڑھتے ہیں، بس خاموشی سے جی لگا کر خطبہ سنتے ہیں۔ پہلے خطبے میں امام صاحب اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں، پیارے رسولؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور کچھ قرآن شریف اور حدیثیں پڑھ کر لوگوں کو اچھی اچھی باتیں بتاتے ہیں۔ قیامت کے عذاب سے ڈراتے ہیں اور برے کاموں سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور نیک لوگوں کو اللہ کی نعمتوں کی خوش خبری سناتے ہیں۔ خطبہ عربی میں پڑھتے ہیں لیکن اُردو میں اس کی مختصر تشریح کر دیتے ہیں، تاکہ مسلمان خوب سمجھ لیں۔ درمیان میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے ہیں۔ دوسری مرتبہ کھڑے ہو کر خطبۂ ثانیہ پڑھتے ہیں۔ خطبۂ ثانیہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوتی ہے، پیارے رسولؐ پر درود و سلام ہوتا ہے، صحابۂ کرامؓ کی تعریف ہوتی ہے اور ان کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں۔ عام مسلمانوں کے لیے اور اسلام کی سربلندی کے لیے بھی دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جمعے کی دو رکعتیں فرض جماعت سے پڑھی جاتی ہیں۔

پیارے رسولؐ خطبہ مختصر پڑھا کرتے تھے اور نماز خطبے سے لمبی ہوتی تھی۔ لیکن نماز بھی

بہت زیادہ لمبی نہیں پڑھاتے تھے۔ نماز میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، کم زور بھی اور بچے بھی۔ اس لیے جماعت کی نماز زیادہ لمبی نہیں پڑھانی چاہیے۔ جمعے کی فرض دو رکعتوں کے بعد دو رکعتیں[۱] یا چار رکعتیں سنت پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ چھے رکعتیں پڑھتے ہیں۔

نماز جمعہ کے متعلق یاد رکھنے کی باتیں

(۱) نماز جمعہ کی اذان سنتے ہی مسلمانوں کو اپنا کاروبار چھوڑ دینا چاہیے۔ اذان کے بعد کاروبار میں لگے رہنا درست نہیں۔

(۲) نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے، لیکن نماز جمعہ اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ ظہر کا وقت اگر نکل جائے تو پھر جمعے کی نماز جائز نہیں۔

(۳) تین آدمی بھی ہوں تو جمعے کی جماعت پڑھ لینی چاہیے۔ اگر تین آدمی سے کم ہوں تو ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے۔

(۴) جمعے کی نماز جامع مسجد میں پڑھنی چاہیے۔ ہر بڑی آبادی میں جمعے کی نماز ہونی چاہیے۔

(۵) خطبہ ہو رہا ہو تو بات چیت کرنا، قرآن شریف پڑھنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا سب منع ہے۔ کوئی نماز بھی شروع نہیں کرنی چاہیے، ہاں اگر شروع کر دی ہے تو پوری کر لینی چاہیے۔

(۶) جمعہ کے لیے دو اذانیں ہوتی ہیں، ایک خطبے سے پہلے اور ایک جب امام صاحب خطبے کے لیے منبر پر بیٹھتے ہیں۔

(۷) جمعے کے دن غسل کرنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، مُیسر ہو تو خوشبو لگانا، بال بنوانا اور ناخن تراشنا سُنّت ہے۔

(۸) مسجد میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے۔ لوگوں کے اوپر سے کود پھاند کر اگلی صفوں

---

(۱) حدیث میں دو رکعتیں بھی ثابت ہیں اور چار بھی۔ جب آپؐ مسجد میں نماز پڑھتے تو چار رکعتیں سنت پڑھتے اور جب گھر آ کر سنتیں پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ بعض صحابہؓ نے چھے رکعتیں بھی پڑھی ہیں۔

میں جانے کی کوشش نہ کریں۔ کوشش کر کے پہلے ہی سے کیوں نہ اوّل صف میں بیٹھ جائیں۔

(۹) شہر کے سب سے زیادہ علم اور وقار والے دین دار شخص کو خطبہ دینا چاہیے۔ خطبہ اونچی آواز سے نہایت جوش کے ساتھ دینا چاہیے۔ پیارے رسولؐ جب خطبہ دیتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی خوں ریز حملے کی خبر دے رہے ہوں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- جمعے کی نماز کیا ہے؟

۲- جو شخص نماز جمعہ کو فرض عین نہ مانے، اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

۳- پیارے رسولؐ جمعے کی تیاری کس طرح کرتے تھے؟

۴- جمعے کی نماز کن لوگوں پر فرض نہیں ہے؟

۵- جمعے کی نماز کا وقت کیا ہے؟

۶- خطبے کے دوران کن باتوں کی ممانعت ہے؟

۷- جمعے کی نماز کا طریقہ کیا ہے؟

۸- جمعے کی نماز کہاں ادا کرنی چاہیے؟

۹- جمعے کی نماز کے لیے کن باتوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- جمعے کا دن تمام دنوں کا .... ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ .... کی اذان ہوتے ہی اپنے کاروبار چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو

۳- جمعے کی نماز .... میں پڑھنی چاہیے۔

۴- نمازِ جمعہ کے لیے .... اذانیں ہوتی ہیں۔

۵- عیسائیوں کے نزدیک .... کا دن متبرک مانا جاتا ہے۔

۶- پیارے رسولؐ .... مختصر پڑھا کرتے تھے اور نماز خطبے سے لمبی ہوتی تھی۔

۳- صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کے نشان لگایئے:

۱- جمعے کی نماز مسافروں، بیماروں، اندھوں، عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ ( )

۲- جمعے کی نماز محلے کی مسجد میں پڑھنی چاہیے ( )

۳- تین آدمی بھی ہوں تو جمعے کی نماز پڑھ لینی چاہیے۔ ( )

۴- جمعے کی اذان کے بعد بھی خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ ( )

۵- جمعے کے دن خوشبو لگانا سنت ہے۔ ( )

۶- ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد بھی جمعے کی نماز جائز ہے۔ ( )

۴- جوڑے بنایئے:

الف	ب
یہودیوں کا متبرک دن	جامع مسجد
مسلمانوں کا متبرک دن	سنیچر
منبر	جمعہ
نمازِ جمعہ	خطبہ دینے کی جگہ

۵

عیدین کی نماز

"عیدین" کے معنیٰ ہیں دو عیدیں: ایک عیدُ الفِطر یعنی روزہ کھولنے کی عید اور دوسری عِیدُ الاَضحیٰ یعنی قربانی کی عید۔ یہ دونوں اسلامی تیوہار ہیں۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّے سے مدینے کو ہجرت فرمائی تو دیکھا کہ مدینے کے مسلمان دو دن خوشیاں مناتے ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم مسلمان ہونے سے پہلے ہی سے ان دو دنوں میں خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان دو دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عیدالاضحیٰ کا۔

مسلمان عید الفطر تو اس خوشی میں مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیارے رسولؐ پر قرآن جیسی نعمت نازل فرمائی، جس میں دین دنیا کی بھلائیاں ہیں اور جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر اچھائی اور برائی کو کھول کھول کر بیان کردیا ہے۔ ہم رمضان بھر تراویح کی نماز میں قرآن سنتے رہے اور ویسے بھی قرآن پڑھتے رہے۔ دوسرے یہ کہ رمضان شریف کے جو روزے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیے تھے، اس کی مہربانی اور مدد سے وہ پورے پورے ادا کیے۔ یہ عید ہم شوال کی پہلی تاریخ کو مناتے ہیں۔ شکرانے کی دو رکعت نماز پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان شریف کی برکتوں سے مالا مال فرمایا۔

عید الاضحیٰ ہم حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کی یاد میں مناتے ہیں جو آپؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کی قربانی دے کر قائم کردی ہے۔

ہم قربانی اس لیے کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی اور حضرت اسمٰعیلؑ خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے حضور پیش کرنے کے لیے تیار ہوگئے، اسی طرح ضرورت پڑنے پر ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کردیں گے، کیوں کہ ہماری نمازیں اور قربانیاں، ہماری زندگی اور موت سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔

۱۰رذی الحجہ کو ہم انھی نعمتوں کے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔

عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں ہم عیدگاہ میں پڑھتے ہیں۔ عید کے دن ہم غسل کرتے ہیں، مسواک کرتے ہیں اور عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہیں، مل جائے تو خوشبو لگالیتے ہیں اور خوشی خوشی عید کی نماز پڑھنے کے لیے صبح سویرے پیدل عیدگاہ روانہ ہوجاتے ہیں۔ اگر عید الفطر ہو تو کچھ میٹھا کھا کر راستے میں آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے جاتے ہیں۔ قربانی کی عید ہو تو بغیر کچھ کھائے زور زور سے تکبیر کہتے ہوئے جاتے ہیں۔ عید کی تکبیر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور توحید کا اعلان ہے۔ ایک راستے سے جاتے ہیں اور دوسرے راستے سے آتے ہیں، تاکہ پوری بستی اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور توحید کے اعلان سے گونج اُٹھے اور اسلام کی شان وشوکت ظاہر ہو۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ (ہاں) اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

عید گاہ پہنچ کر ہم کسی صف میں ادب سے بیٹھ جاتے ہیں۔ کسی کی جگہ پر نہیں بیٹھتے۔ کسی کو دھکا نہیں دیتے۔ خود تکلیف اُٹھا کر دوسرے کو آرام پہنچاتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرنے والوں کی اتنی بھیڑ دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ عید گاہ میں ہم کوئی نفل نماز نہیں پڑھتے۔ پیارے رسولؐ عید گاہ میں عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی بھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

دونوں عیدوں کی نماز کے لیے نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت۔ سب کے سب وقت پر عید گاہ پہنچ جاتے ہیں۔ دو رکعتیں عید کی نماز ادا کرتے ہیں، خطبہ سنتے ہیں پھر گھر واپس آتے ہیں۔ قربانی بھی عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد گھر واپس آکر کرتے ہیں۔

عید کی نماز کا حکم

پیارے رسولؐ اور آپؐ کے پیارے ساتھیوں نے کبھی عید کی نماز نہیں چھوڑی۔ عید کے دن سب سے پہلے آپؐ عید کی تیاری کر کے عید کی دو رکعت نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد اور کسی کام میں لگتے تھے۔ عید کی نماز پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بعض لوگ اس کو فرض قرار دیتے ہیں۔ سال بھر میں کل دو ہی عیدیں تو ہیں۔ کون مسلمان ہوگا، جو عید کی نماز چھوڑے گا۔

عیدین کی نماز کا وقت

دونوں عیدوں کی نماز کا ایک ہی وقت ہے۔ سورج بلند ہوتے ہی وقت شروع ہوجاتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی پڑھی جاتی ہے۔ تاکہ قربانی میں سہولت ہو۔ قربانی نماز کے بعد ہی کی جاتی ہے، نماز عید سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ عید الفطر کی نماز ذرا دیر کر کے ادا کی جاتی ہے۔

نمازِ عید کا طریقہ

عید کی نماز کے لیے جماعت اسی طرح شرط ہے، جس طرح کہ نماز کے لیے وُضو شرط ہے۔ جس طرح بغیر وُضو کے کوئی نماز نہیں ہوسکتی، اسی طرح بغیر جماعت کے عید کی نماز نہیں ہوسکتی۔ اِسی لیے تو ہم بہت سویرے تیار ہوکر عید گاہ پہنچ جاتے ہیں کہ اگر کہیں جماعت چھوٹ گئی تو پھر تنہا نہیں پڑھ سکتے۔

عیدین کی نماز میں چھے (۱) زائد واجب تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں تین زائد تکبیریں ثنا کے بعد اور قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے کہی جاتی ہیں۔

دونوں عیدوں کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام بھی اور مقتدی بھی پہلے نیت کریں کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی دو رکعت نماز واجب چھے تکبیروں کے ساتھ پڑھتا

---

(۱) اکثر لوگ عید کی نماز میں چھے زائد تکبیریں کہتے ہیں۔ تین پہلی رکعت میں ثنا کے بعد اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے، بعض لوگ بارہ زائد تکبیریں کہتے ہیں۔ سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے، مناسب ہوگا کہ اساتذہ طلبہ کے سرپرستوں کے مسلک کے مطابق بچوں کو عملی تربیت دیں۔

ہوں۔ نیت کرنے کے بعد امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے ''اللہ اکبر'' کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور دونوں آہستہ سے ثنا پڑھیں۔ ثنا کے بعد امام بلند آواز سے تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور چھوڑ دے۔ مقتدی بھی آہستہ سے تکبیر کہتے ہوئے ایسا ہی کریں۔ دوسری بار امام بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے اور چھوڑ دے۔ مقتدی بھی آہستہ سے تکبیر کہتے ہوئے ایسا ہی کریں۔ تیسری مرتبہ امام اور مقتدی تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور اس مرتبہ ہاتھ چھوڑیں نہیں بلکہ باندھ لیں۔ اب امام آہستہ سے تعوذ اور تَسْمِیَہ پڑھے اور بلند آواز سے سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کوئی سورت پڑھے، پھر رکوع اور سجدہ کر کے حسب قاعدہ ایک رکعت پوری کرے۔

دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر امام پہلے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت بلند آواز سے پڑھے۔ جب سورت پڑھ چکے تو رکوع میں نہ جائے بلکہ تین مرتبہ تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور چھوڑ دے۔ مقتدی آہستہ سے تکبیر کہتے ہوئے ایسا ہی کریں۔ چوتھی مرتبہ امام بلند آواز سے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہتے ہوئے ایسا ہی کریں۔ پھر حسب قاعدہ نماز پوری کرلیں۔

ہمیں نماز عید پڑھنے کا طریقہ معلوم ہے اور ہم اسی طرح عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کے بعد امام صاحب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہیں اور ہم خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں۔ خطبہ سننا بھی ضروری ہے۔ عید الفطر کے خطبے میں امام صاحب حمد و ثنا کے بعد فطرے کے احکام بتاتے ہیں، نیک کاموں پر اکساتے ہیں، برے کاموں کے انجام سے ڈراتے ہیں اور عید الاضحیٰ کے خطبے میں قربانی اور تکبیرِ تشریق وغیرہ کے احکام بتاتے ہیں، حج

کا شوق دلاتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا واقعہ سنا کر اسلام پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

امام صاحب خطبے میں بار بار تکبیریں پڑھتے ہیں، نو مرتبہ پہلے خطبے میں اور سات مرتبہ دوسرے خطبے میں اور تکبیر ہی سے خطبہ شروع کرتے ہیں۔

عید الفطر کے دن ہم نماز سے پہلے فطرہ ادا کرتے ہیں تاکہ ہمارے تمام غریب بھائی بھی بے فکری کے ساتھ عید کی خوشی میں ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ عید الاضحیٰ میں قربانی کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تاکہ سب لوگ قربانی کا گوشت کھائیں اور خوشی میں شریک ہوں۔

ایّامِ تشریق

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو عرفہ کہتے ہیں۔ دسویں تاریخ کو عید ہوتی ہے۔ گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ عرفے کے دن فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں تاریخ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورتوں پر تکبیرِ تشریق آہستہ آواز سے پڑھنا واجب ہے۔ تکبیرِ تشریق وہی ہے، جو عید گاہ جاتے وقت پڑھتے ہیں اور امام صاحب خطبے میں بھی پڑھتے ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

عید کے متعلق یاد رکھنے کی باتیں

۱- عید کی نماز پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے۔

۲- عید کی نماز میں دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے۔

۳- عید کی نماز میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت۔

۴- عید الفطر میں کچھ میٹھا کھا کر عید گاہ جانا سنت ہے اور عید الاضحیٰ میں بغیر کھائے جانا سُنّت ہے۔

۵- عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرنا سُنّت ہے اور عید گاہ تک پیدل جانا بھی سنت ہے۔

۶- عید گاہ میں نماز سے پہلے یا نماز کے بعد کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

۷- عیدین کی نمازوں میں چھے یا بارہ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

۸- دونوں عیدوں میں ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستے آنا، عید الفطر میں عید گاہ جاتے ہوئے راستے میں آہستہ آہستہ اور عید الاضحیٰ میں آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا مسنون ہے۔

۹- ۹/ذی الحجہ فجر کی نماز سے لے کر ۱۳/ذی الحجہ عصر کی نماز تک نمازِ فرض کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔

۱۰- عید کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے، اس لیے جلد سے جلد عید گاہ پہنچ جانا چاہیے، کہیں جماعت ہوگئی تو پھر تنہا نہیں پڑھ سکتے۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- عید الفطر اور عیدُ الاَضحیٰ ہم کیوں مناتے ہیں؟

۲- قربانی کیوں کی جاتی ہے؟

۳- عید کی نماز کا کیا حکم ہے؟

۴- عید کی نماز کا وقت کیا ہے؟

۵- عید کے خطبے کی کیا اہمیت ہے؟

۶- صدقۂ فطر کیوں ادا کیا جاتا ہے؟

۷- کن تاریخوں کو ایّامِ تشریق کہتے ہیں؟

۸- تکبیرِ تشریق کیا ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- عید الفطر کے دن ہم نماز سے پہلے .... ادا کرتے ہیں۔

۲- عیدین کی نماز میں .... نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

۳- عید گاہ میں نماز سے پہلے یا نماز کے بعد کوئی دوسری نماز پڑھنا .... ہے۔

۴- عیدین کی نماز کے لیے نہ اذان دی جاتی ہے، نہ .... کہی جاتی ہے۔

۵- عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں ہم .... میں پڑھتے ہیں۔

۶- اللہ تعالیٰ نے پیارے رسولؐ پر .... جیسی نعمت نازل فرمائی۔

۷- میری نماز اور میری .... میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔

۸- تکبیرِ .... فرض نمازوں کے بعد اونچی آواز سے کہنی چاہیے۔

۳- جوڑے بنایئے:

	(الف)	(ب)
۱-	تکبیرِ تشریق	نویں ذی الحجہ
۲-	عید الفطر	دسویں ذی الحجہ
۳-	عید الاضحیٰ	یکم شوال
۴-	عرفہ	۹/ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳/ذی الحجہ کی عصر تک اونچی آواز سے پڑھی جانے والی تکبیر

کچھ اور کام

عید الاضحیٰ اور عید الفطر پر آٹھ سطروں کا مضمون لکھیے۔

٦

نمازِ جنازہ

موت سے کون بچ سکتا ہے۔ موت تو ہر ایک کو آئے گی۔ چاہے ہم مضبوط قلعوں میں چھپ جائیں لیکن موت وہاں بھی آئے گی۔ ابھی کچھ ہی دنوں کی بات ہے، رشید کے دادا ابّا کا انتقال ہوگیا۔ حافظ صاحب اللہ بخشے، بڑے ہی نیک آدمی تھے۔ محلّے کا ایک ایک آدمی ان کی تعریف کرتا تھا۔ حافظ صاحب دن بھر گھر کے باہر چار پائی ڈالے بیٹھے رہتے تھے اور لوگوں کو اچھی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ میں بھی انھیں کو دیکھنے پہنچا۔ گھر کی عورتیں چیخ چیخ کر رو رہی تھیں۔ اتنی دیر میں رشید کے ابو آگئے۔ انھوں نے عورتوں سے کہا: ماؤ اور بہنو! اپنوں سے کسے محبت نہیں ہوتی؟ عزیزوں اور بزرگوں کے جدا ہونے کا غم بھی ہوتا ہے اور آنسو بھی نکلتے ہیں، لیکن پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زور زور سے رونے کو منع فرمایا ہے۔ اللہ کی امانت تھی، اُس نے لے لی۔ جب کسی کے مرنے کی خبر سنو تو یہ دعا پڑھو:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

اور مرنے والے کے لیے مغفرت کی دعا کرو، صدقہ اور خیرات کرو۔

کچھ دیر کے بعد حافظ صاحب کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور جنازہ جامع مسجد کے چوک میں پہنچایا گیا۔ جنازے میں بہت سے لوگ تھے۔ جہاں تک نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے۔ حافظ صاحب تھے بھی تو بڑے سچے اور بھلے آدمی۔ سب کے ساتھ

بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ سب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ امام صاحب آئے اور جنازے کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ صفیں بنائی گئیں۔ بڑی لمبی لمبی سات صفیں بنیں اور جنازے کی نماز پڑھی گئی۔ پھر میت کو دفن کردیا گیا اور دفن کرکے سب لوگ چلے آئے۔

نمازِ جنازہ کا حکم

جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے، فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر بستی کے کچھ لوگ اسے ادا کرلیں اور کچھ نہ ادا کریں تو سب کے ذمے سے فرض ادا ہوجائے گا۔ لیکن اگر بستی کے کسی بھی آدمی نے نہ ادا کیا تو سب لوگ گناہ گار ہوں گے۔ میت کی خبر ملنے پر سب کو شریک ہونے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان مل کر میت کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔ ایک دن ہم بھی مرجائیں گے اور لوگ ہمارے جنازے کی نماز ادا کریں گے۔ اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مل کر ہمارے جنازے میں شریک ہوں تو ہمیں بھی تو دوسروں کے جنازے کی نماز میں شریک ہونا چاہیے۔

سچا دین (حصہٴ دوم) میں ہم تمام شرطیں پڑھ چکے ہیں۔ جنازے کی نماز کے لیے بھی وہی شرطیں ہیں۔ بس اتنا فرق ہے کہ جنازے کے لیے وقت کی شرط نہیں ہے۔ جنازے کی امامت مسلمانوں کے خلیفہ کو کرنی چاہیے یا پھر شہر کے قاضی کو اور اگر یہ لوگ نہ ہوں تو پھر میّت کے گھر والوں میں جو بزرگ زیادہ علم والے اور دین دار ہوں وہ امامت کریں۔ محلے کے امام صاحب بھی گھر والوں کی اجازت سے نمازِ جنازہ پڑھا سکتے ہیں۔

نمازِ جنازہ میں دو باتیں فرض ہیں:

١- چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا

٢- قیام یعنی کھڑے ہوکر جنازے کی نماز پڑھنا

نماز جنازہ میں تین باتیں سنت ہیں:

١- اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا

٢- پیارے رسولؐ پر درود بھیجنا

٣- دعا کرنا

جنازے کی نماز دوسری نمازوں سے بالکل الگ ہے۔ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ اور نہ قعدہ۔ جس طرح دوسری نمازوں کے لیے ''جماعت'' شرط نہیں ہے، اسی طرح جنازے کی نماز کے لیے بھی ''جماعت'' شرط نہیں ہے۔ اگر ایک بھی آدمی ہو تو جنازے کی نماز پڑھ لے۔ اگر جماعت ہو تو بہت ہی اچھا ہے کہ بہت سے مسلمان جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے میت کے لیے دعا کریں۔ لیکن جنازے کی نماز میں اس خیال سے دیر کرنا مناسب نہیں ہے کہ جماعت کے لیے بہت سے لوگ جمع ہو جائیں۔

جنازے کی نماز کا طریقہ

جنازے کو سامنے رکھ کر امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو جائے اور کم سے کم تین صفیں بنالی جائیں۔ پھر امام اور مقتدی جنازے کی نماز کی نِیّت کریں۔

نمازِ جنازہ کی نیت

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّ عَاءُ لِلْمَیِّتِ۔

میں نے جنازے کی نماز کا ارادہ کیا۔ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے اور دعا میت کے لیے۔

پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے نیت باندھ لیں۔ امام بلند آواز سے تکبیر کہے اور مقتدی آہستہ سے پھر امام اور مقتدی دونوں ثنا پڑھیں۔ جنازے کی نماز میں ثنا پڑھتے وقت وَتَعَالٰی جَدُّکَ کے بعد ''وَجَلَّ ثَنَآءُ کَ'' بھی پڑھنا چاہیے۔

ثنا

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَآءُ کَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

اے اللہ تو پاک ہے، ہر طرح کی تعریف تیرے لیے ہے، تیرا نام بڑی برکت والا ہے اور تیری شان بہت اونچی ہے، اور تیری تعریف بہت خوب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثنا پڑھنے کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہیں، پھر آہستہ سے امام و مقتدی درود پڑھیں، درود پڑھنے کے بعد امام و مقتدی بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہیں، امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے۔ اگر میت بالغ مرد یا عورت کی ہے تو امام و مقتدی دونوں آہستہ سے یہ دعا پڑھیں:

بالغ میت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے اُن لوگوں کو جو حاضر ہیں اور اُن کو جو غائب ہیں، اور ہمارے چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو۔ اے اللہ تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسے دین اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے تو ایمان پر اس کا خاتمہ فرما۔

بعض لوگ یہ دعا پڑھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَ نَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَ زَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

اے اللہ اس مُردے کو بخش دے، اس پر رحم فرما اور اس کی خطاؤں کو معاف فرمادے اور اچھی اچھی نعمتوں سے اس کا استقبال فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور دھودے اس کے گناہ پانی سے، برف سے اور اولوں سے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتا ہے اور اس کو دنیا کے گھر سے زیادہ اچھا گھر عطا فرما اور دنیا کے عزیزوں سے زیادہ اچھے عزیز دے اور دنیا کی بیوی سے زیادہ اچھی بیوی دے اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ اور اس کو قبر اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔

لیکن اگر میّت نابالغ لڑکے کی ہے تو یہ دعا پڑھیں:

نابالغ لڑکے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطاً وَّجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعاً۔

اے اللہ تو اس لڑکے کو ہمارے لیے فرط بنادے (یعنی وہ ہم سے پہلے اپنے اصلی گھر میں پہنچ کر ہمارے لیے آسائش کا سامان تیار کرے) اور اس کو ہمارے لیے اجر اور آخرت کا توشہ بنادے اور اِس کو ہمارے لیے ایسا سفارش کرنے والا بنادے اور اس کی سفارش کو قبول فرما۔

اگر میّت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ دعا پڑھے:

نابالغ لڑکی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرْطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔

اے اللہ تو اس لڑکی کو ہمارے لیے فرط بنادے کہ ہم سے پہلے پہنچ کر ہمارے لیے آرام کا ہر سامان مہیا کردے، اور اس کو ہمارے لیے آخرت میں ثواب اور توشہ بنادے، اور اس کو ہمارے لیے ایسی سفارش کرنے والی بنادے جس کی سفارش قبول کی جائے۔

پھر چوتھی بار ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ کر امام اور مقتدی سلام پھیر دیں، امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے۔

جس طرح زندہ مسلمانوں کا ہم پر حق ہے، اِسی طرح مُردوں کا بھی ہم پر حق ہے۔ جنازے کی نماز میں کوشش کرکے شریک ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ بھی مردے کے لیے بخشش کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ کے نام پر صدقہ اور خیرات کرنی چاہیے، لیکن ایسی باتوں سے سخت پرہیز کیا جائے جو پیارے رسولؐ نے نہ بتائی ہوں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟
۲- جنازے کی نماز کون پڑھائے؟
۳- نماز جنازہ میں کتنے فرض اور کتنی سنتیں ہیں؟
۴- نماز جنازہ کا طریقہ کیا ہے؟
۵- نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں کہی جاتی ہیں؟
۶- مُردوں کا ہم پر کیا حق ہے؟
۷- فرضِ کفایہ سے کیا مراد ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- کسی کی مرنے کی خبر سننے پر .... پڑھنا چاہیے۔
۲- جنازے کی نماز .... ہے۔
۳- جنازے کی نماز دوسری نمازوں سے .... ہے۔
۴- جنازے کی نماز کے لیے بھی .... شرط نہیں ہے۔

۳- صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کے نشان لگائیے۔

۱- کسی کے مرنے پر چیخ چیخ کر رونے سے پیارے نبیؐ نے منع فرمایا ہے۔ ( )
۲- جنازے کی نماز کے لیے وقت کی شرط نہیں ہے۔ ( )
۳- محلے کے امام صاحب گھر والوں کی اجازت کے بغیر ہی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں۔ ( )
۴- جنازے کی نماز میں کوشش کر کے شریک ہونا چاہیے۔ ( )

کچھ اور کام

نماز جنازہ کی دعائیں اور ان کا ترجمہ یاد کر کے درجے میں سنائیے۔

۷

زکوٰۃ

نماز اور روزے کی طرح زکوٰۃ بھی مسلمانوں پر فرض ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ نماز روزہ تو ہر غریب اور امیر مسلمان پر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مال داروں پر فرض ہے۔ نماز اور روزہ جسمانی عبادتیں ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ نماز اور روزہ اللہ کے حقوق ہیں اور زکوٰۃ میں بندوں کا حق بھی شامل ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قرآن شریف کی صاف دلیل سے ثابت ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرے وہ مسلمان ہی نہیں اور جو مال دار ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ ادا کرے وہ سخت گنہ گار ہے۔

قرآن شریف سے انھی لوگوں کو ہدایت ملتی ہے، جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اُنھیں ہدایت ہی نہیں مل سکتی۔ قرآن شریف میں تقریباً بیاسی جگہ زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے اور بتیس جگہ تو نماز جیسی عبادت کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ دینے کو مسلمانوں کی پہچان بتایا گیا ہے اور زکوٰۃ نہ دینے کو مشرکوں اور منافقوں کی صفت بتایا گیا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو جنت میں ہر طرح کی نعمتیں ملیں گی اور زکوٰۃ سے جی چرانے والوں کو ایسا دردناک عذاب دیا جائے گا کہ سنتے ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے:

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○

(التوبہ ۳۴-۳۵)

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں ایک دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو کہ ان کا جمع کیا ہوا سونا چاندی، اُس دن دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اسی سے ان بدبختوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پٹھوں کو داغا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا: یہ وہی سونا چاندی ہے، جو تم نے جمع کیا تھا، اب اپنے جمع کیے ہوئے کا مزہ چکھو۔"

یہ سزا تو قرآن مجید میں ہے۔ حدیث شریف میں بھی بہت ہی سخت سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا:

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، قیامت کے دن اُن کا یہ مال ایک بہت ہی زہریلے اور گنجے سانپ کی شکل میں سامنے آئے گا۔ وہ ان کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اُن کے جبڑوں کو نوچ نوچ کر کہے گا: "میں تمھارا جمع کیا ہوا مال ہوں، میں تمھارا خزانہ ہوں۔"

توبہ! توبہ! کیسی سخت سزا ہے۔ کون مسلمان ہوگا جو اس سزا کو سن کر بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

پیارے رسولؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آپؓ نے اُن سے جہاد کا اعلان کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: آپؓ اُن سے کیوں کر جہاد کریں گے۔ وہ لوگ تو کلمہ پڑھتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: 'خدا کی قسم جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھیں، میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کی رسی بھی روکیں گے تو میں اُن سے جہاد کروں گا۔" اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی کتنی اہمیت ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں ہمارے لیے دین دنیا کی بھلائی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے ہمارا مال پاک ہو جاتا ہے، ہمارے دل سے مال کی محبت کم ہوتی ہے، غریب بھائیوں کی مدد ہوتی ہے، ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور مال ٹھیک ٹھیک تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ کچھ

لوگ تو کوٹھیاں بنوائیں اور کچھ لوگ دانے دانے کو ترسیں۔ پیارے صحابہؓ کا تو یہ حال تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ حضرت ابوذر غِفاریؓ کی تو یہ عادت تھی کہ جہاں کچھ لوگوں کو اکٹھا دیکھتے زکوٰۃ پر ضرور وعظ فرماتے۔

زکوٰۃ کے معنیٰ

زکوٰۃ کے معنی بڑھنے اور پاک ہونے کے ہیں اور شریعت میں سونے چاندی اور سامان تجارت وغیرہ پر ایک سال گزر جائے تو ان کی قیمت کا چالیسواں حصّہ کسی مسلمان کو دینے کا نام زکوٰۃ ہے۔ شریعت میں اس مالی عبادت کو زکوۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے زکوٰۃ دینے والے کا باقی مال پاک بھی ہوجاتا ہے اور اس میں برکت بھی ہوتی ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے چھے باتوں کا پایا جانا ضروری ہے:

۱- مسلمان ہونا۔ غیر مسلموں پر زکوٰۃ نہیں۔ اگر وہ کسی اسلامی سلطنت میں رہتے ہوں تو بھی ان سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔

۲- عاقل ہونا۔ دیوانے اور پاگل پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۳- بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں کے پاس چاہے کتنا ہی مال ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۴- صاحِبِ نصاب ہونا۔

۵- پورے سال کا گزرنا۔ مال و اسباب اور سونا چاندی ایک سال تک آدمی کے پاس رہا ہو۔ اس دوران میں اسے کسی ضرورت میں استعمال نہ کیا گیا ہو۔

۶- بنیادی ضرورت سے زائد ہونا۔ کھانا کپڑا، رہنے کا مکان اور پیشے کے اوزار یہ سب بنیادی ضرورتیں ہیں۔

نِصاب

مال و اسباب، جانور اور سونا چاندی کی وہ مقررہ مقدار جس پر سال بھر گزرنے سے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے، اس کو نصاب کہتے ہیں۔ سونا چاندی اور جانوروں کا الگ الگ نصاب ہے۔

سونے اور چاندی کا نصاب

اگر کسی کے پاس ساڑھے باون[1] تولے چاندی ہو اور اس پر پورا سال گزر جائے یا ساڑھے سات تولے سونا ہو اور پورا سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا چاہیے۔ آسان ترکیب یہ ہے کہ چاندی یا سونے کی قیمت لگالی جائے اور ڈھائی روپے سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ سکّوں اور نوٹوں کے نصاب کا اندازہ بھی سونے چاندی سے کیا جائے گا۔ جتنی قیمت میں ساڑھے باون تولے چاندی ملتی ہے، اگر کسی کے پاس اُتنی قیمت کے کرنسی نوٹ ہوں اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زیوروں پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ ایک مرتبہ پیارے رسولؐ کے پاس دو عورتیں ہاتھوں میں کنگن پہنے ہوئے آئیں۔ آپؐ نے پوچھا: اِن کی زکوٰۃ بھی دی ہے؟ بولیں ''نہیں، آپؐ نے فرمایا'' کیا تم تیار ہو کہ ان کے بدلے میں تمھیں آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟'' بولیں ''نہیں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''تو پھر اس کی زکوٰۃ دیا کرو۔''

تجارت کے سامان پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اگر تجارت کے سامان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جائے اور سال بھر تک اتنی قیمت کا سامان موجود رہا ہو تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔

جانوروں[2] کا نصاب

اگر کسی کے پاس چالیس بھیڑیں یا بکریاں ہوں تو ایک بکری یا بھیڑ زکوٰۃ میں دینی ہوگی۔ اور ایک سو بیس تک ایک ہی بکری یا بھیڑ رہے گی پھر ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں یا دو بھیڑیں دینی ہوں گی۔ دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بھیڑیں یا بکریاں اور چار سو میں چار بھیڑیں یا بکریاں۔ پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سیکڑے پر ایک

---

(۱) بعض لوگوں کی تحقیق یہ ہے کہ چاندی کا نصاب چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہے۔ اور سونے کا نصاب پانچ تولے ڈھائی ماشے ہے۔

(۲) عام میدانوں میں چرنے والے پالتو جانور جو افزائش نسل اور دودھ کے لیے پالے جاتے ہیں، ان کو اصطلاح میں سائمہ کہتے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

بکری بھیڑ بڑھتی رہے گی۔ سو سے کم یا زیادہ میں کچھ نہیں۔

گائے بھینس جب تیس ہوں تو ایک سال کا بچہ دینا ہوگا اور جب چالیس ہوجائیں تو پورے دو سال کا بچہ دینا ہوگا۔ پھر اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ واجب نہ ہوگا۔ ساٹھ پورے ہونے پر تیس تیس کے دو نصاب ہوجائیں گے۔ لہٰذا ایک سال کے دو بچے دینے ہوں گے۔ ساٹھ سے زیادہ میں ہر تیس پر ایک سال کا بچہ اور ہر چالیس پر دو سال کا بچہ دینا ہوگا۔

اونٹ اگر کسی کے پاس پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو بکریاں، پندرہ ہوں تو تین، بیس ہوں تو چار بکریاں زکوٰۃ میں دینی ہوں گی اور پچیس اونٹوں پر ایک سالہ اونٹ کا بچہ[1] زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔

عُشر

زمین کی پیداوار میں جو زکوٰۃ دی جاتی ہے، اس کو ''عُشر'' کہتے ہیں۔ اس کے احکام زکوٰۃ سے ذرا الگ ہیں۔ قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر ہے: ''اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنی پاک کمائیوں میں سے اور زمین سے ہم نے جو پیداوار تم کو دی ہے، اس میں سے بھی۔'' اور فرمایا: ''جب ان میں پھل آجائیں تو خود بھی کھاؤ اور پیداوار کا حق (عُشر) بھی ادا کرو۔'' پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''جو کچھ زمین سے اُگے اُس میں صدقہ ہے۔'' صحابہ کرامؓ غلہ، پھل، شہد ہر چیز کا عُشر دیتے تھے۔ عُشر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اِس میں عاقل بالغ کی کوئی شرط نہیں۔ اور نہ نصاب[2] اور سال گزرنے کی قید ہے۔

نصف عُشر

اگر پیداوار بغیر آب پاشی کے، بارش کے پانی سے ہو تو کُل پیداوار کا دسواں حصہ دینا ہوگا اور اگر آب پاشی کے ذریعہ سنچائی کی گئی ہو تو کُل پیداوار کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

---

(۱) سونا، چاندی اور مویشی کی جو زکوٰۃ واجب ہو وہ سونا چاندی اور جانور کی شکل میں بھی ادا کی جاسکتی ہے اور نقدی کی شکل میں بھی۔

(۲) امام شافعیؒ نصاب کے قائل ہیں۔ اُن کے نزدیک ۵ وسق سے کم میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ ایک وسق سات صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع کا وزن ایک سیر چھ چھٹانک کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ (علم الفقہ)

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے

جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ آٹھ قسم کے ہیں:

۱- فقیر: جس کا کوئی ذریعۂ آمدنی تو ہو، لیکن اس کی ضرورتیں پوری نہ ہوتی ہوں، یا سیلاب، طوفان اور فساد وغیرہ کی وجہ سے اچانک سب کچھ تباہ ہوجائے۔

۲- مسکین: جس کے پاس کھانے کو نہ ہو اور نہ وہ کما سکتا ہو۔ بے سہارا، یتیم اور بیوائیں بھی اس میں شامل ہیں۔

۳- عامل: زکوٰۃ وصول کرکے لانے والے۔

۴- مُؤَلَّفَۃُ الْقُلُوب: جن کو اسلام کا شوق دلانے یا اسلام پر جمانے کے لیے زکوٰۃ کا مال دیا جائے۔

۵- رقاب: غلام یا جو لوگ جنگ میں گرفتار ہو کر قیدی بنا لیے جائیں۔

۶- غارم: قرض دار لوگ، جو اپنا قرض ادا نہ کرسکتے ہوں۔

۷- فی سبیل اللّٰہ: جو لوگ دین کو غالب کرنے کے لیے دشمنوں سے لڑیں اور دین کی خدمت کریں، ان پر خرچ کرنا۔

۸- ابن السبیل: کوئی مسافر چاہے اپنے گھر سے کھاتا پیتا ہی کیوں نہ ہو، اگر سفر میں اُسے ضرورت پیش آجائے تو اُس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

زکوٰۃ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرنی چاہیے اور بیت المال سے ان آٹھ قسم کے لوگوں پر خرچ ہونا چاہیے۔ اگر بیت المال نہ ہو، تو بیت المال قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب تک بیت المال نہ ہو خود ہی ان لوگوں کو دے دینا چاہیے۔ زکوٰۃ، چاند کے مہینے سے دینا چاہیے اور دیتے وقت یہ نیت کرلینی چاہیے کہ یہ مال اللّٰہ کے واسطے زکوٰۃ میں دے رہا ہوں۔ جس کو زکوٰۃ دی جارہی ہے، اس کو بتانا ضروری نہیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- زکوٰۃ کی تعریف کیا ہے؟

۲- زکوٰۃ کے فرض ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

۳- زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

۴- نصاب کسے کہتے ہیں؟ چاندی اور سونے کا نصاب کیا ہے؟

۵- عُشر کی تعریف کیا ہے؟

۶- زکوٰۃ کہاں جمع کرنی چاہیے؟

۷- قرآنِ مجید میں کتنی جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی بھی تاکید کی گئی ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- نماز روزے کی طرح .... بھی مسلمانوں پر فرض ہے۔

۲- زکوٰۃ کو .... کی پہچان بتایا گیا ہے۔

۳- قرآن شریف میں تقریباً .... جگہ زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔

۴- نماز روزہ جسمانی عبادتیں ہیں اور زکوٰۃ .... ہے۔

۵- اگر پیداوار صرف بارش کے پانی سے ہوئی ہو تو کل پیداوار کا .... حصہ دینا ہوگا اگر پیداوار آب پاشی سے ہوئی ہو تو کل پیداوار کا .... حصہ عُشر میں دینا ہوگا۔

۳- صحیح جملے پر (✓) اور غلط پر (×) کے نشان لگایئے۔

۱- زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے۔ (   )

۲- زکوٰۃ ادا کرنے میں دین دنیا کا نقصان ہے۔ (   )

۳- زکوٰۃ نہ دینے کو منافقوں کی پہچان بتایا گیا ہے۔ (   )

۴- مسافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (   )

٨

حج

بہت دنوں پہلے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے مکۂ مُعظّمہ میں اللہ کی عبادت کے لیے ایک گھر بنایا تھا۔ اس کو خانۂ کعبہ یا بیت اللہ کہتے ہیں۔ بعد کے زمانے میں کچھ گم راہ لوگوں نے خانۂ کعبہ میں بھی بت رکھ دیے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ ہمارے رسول حضرت محمدؐ نے خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور ساری دنیا میں توحید پھیلانے اور ایک اللہ کی عبادت کی تعلیم دینے کے لیے دوبارہ خانۂ کعبہ کو مرکز قرار دیا۔

حج

کچھ مقررہ دنوں میں خانۂ کعبہ کی زیارت کرنے اور عرفات کے میدان میں کچھ عبادتیں کرنے کو "حج" کہتے ہیں۔ حج اسلام کی بڑی اہم عبادت ہے۔ نماز اور روزہ جسمانی عبادتیں ہیں۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ لیکن حج جسمانی عبادت بھی ہے اور مالی بھی۔ حج مال دار عاقل، بالغ، تن درست مسلمانوں پر عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ راستے کا محفوظ ہونا اور واپسی تک بیوی بچوں کے لیے خرچ کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ عورت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ساتھ سفر میں کوئی مَحرم بھی ہو جیسے باپ بیٹا بھائی یا شوہر۔

حج کب فرض ہوا

جب پیارے رسولؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور مسلمانوں نے ذرا اطمینان کا سانس لیا تو ۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا: "اللہ کو خوش کرنے کے لیے حج اور عُمرہ کرو۔" مگر اس سال مکے کے کافروں نے آپؐ کو حج نہیں کرنے دیا۔ آپؐ یوں ہی واپس آ گئے۔ ۱۰ھ میں آپؐ کئی ہزار صحابہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج کے لیے مکے تشریف لے گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ آپؐ نے حج ادا فرمایا۔

حج کی فضیلت

اسلام میں حج کی بڑی فضیلت ہے۔ قرآن شریف میں ہے: "اللہ کی خوشنودی کے لیے ان لوگوں پر حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں اور جو شخص حج سے انکار کرے تو اللہ کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔ اللہ تعالیٰ سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔"

حدیث میں بھی جگہ جگہ حج کی فضیلت آئی ہے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے حج کیا، حج میں تمام بے شرمی کی باتوں سے الگ رہا، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کیا اور نہ کوئی دوسرا بُرا کام کیا، جب وہ حج سے واپس ہوگا تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہوگا، جیسا وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔" بے شک حج سے تمام بُرائیاں دور ہو جاتی ہیں، مگر اس حال میں جب کہ حج کرنے والے کی غرض صرف اللہ کو خوش کرنا ہو، لوگوں کو دکھانا، نام پیدا کرنا اور کوئی دنیا کا فائدہ حاصل کرنا نہ ہو۔ جہاد اسلام میں افضل عبادت ہے۔ جہاد اللہ کی راہ میں جان لڑا دینے کا نام ہے۔ اس سے بڑی اور نیکی کیا ہوگی مگر پیارے رسولؐ نے ایک مرتبہ فرمایا: "عورتوں کے لیے حج ہی جہاد ہے"۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس راستے کا خرچ بھی ہو اور سواری بھی اور پھر وہ حج نہ کرے، تو اس کے حج کیے بغیر مرجانے اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حج کا بہت بڑا ثواب ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "حج کا بدلہ جنت ہے۔"

اور آپؐ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ مغفرت چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔

پیارے رسولؐ کے بعد صحابۂ کرامؓ بھی حج کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ خُلَفائے راشدینؓ بھی اپنے اپنے زمانوں میں، بڑے اہتمام سے حج فرماتے تھے۔[1] دور دور سے مسلمان حاکموں کو بلا کر حالات معلوم کرتے اور مشورے دیتے تھے۔ کوئی بہت ضروری حکم دینا ہوتا تو حج کے عام مجمعے میں اعلان فرماتے، تاکہ اسلامی سلطنت کے ایک ایک گوشے میں وہ حکم پہنچ جائے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''جو لوگ قُدرت رکھتے ہوئے حج نہیں کرتے ہیں، ان کے خلاف جہاد کروں گا۔'' حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: ''قیامت اس وقت آئے گی، جب لوگ خانۂ کعبہ کا حج کرنا چھوڑ دیں۔''

حج کی اصطلاحیں

(۱) اِحرام: حج کا لباس پہننا، حج کی نیت کرنا اور حج کی دعا پڑھنا۔

(۲) میقات: وہ مقام جہاں پہنچ کر حج کرنے والے احرام باندھتے ہیں۔

(۳) تَلْبِیہ: احرام باندھنے کے بعد سے، حج ختم ہونے تک اُٹھتے بیٹھتے اور حج کے ارکان ادا کرتے وقت جو دعا پڑھتے ہیں، اس کو تلبیہ کہتے ہیں۔ تلبیہ یہ ہے:

لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیک لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیکَ لَکَ۔

حاضر ہوں اے اللہ! میں تیری پکار پر تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیرے در پر حاضر ہوں بے شک تعریف تیرے لیے ہے اور نعمت بھی تیری ہی ہے اور بادشاہت بھی تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

(۴) تہلیل: **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھنا۔

---

(۱) صرف حضرت علیؓ کو اپنے زمانۂ خلافت میں حج کا موقع نہ مل سکا تھا۔

(۵) طواف: خانۂ کعبہ کے گرد چکر لگانا۔

(۶) وُقوف: عَرَفات اور مُزدَلِفہ میں کچھ دیر ٹھہرنا۔

(۷) رَمی: جمرہ کے پاس کنکریاں مارنے کو ''رمی'' کہتے ہیں۔

(۸) تحلیق: بال منڈوانا۔

(۹) تقصیر: بال کٹوانا اور چھوٹے کرانا۔

(۱۰) عُمرہ: احرام باندھ کر کعبے کا طواف کرنا اور صفا و مَروہ کے درمیان دوڑنا۔ حج کے دنوں کے علاوہ بھی عُمرہ کرسکتے ہیں۔

حج کی قسمیں

(۱) اِفراد: وہ حج جس میں احرام باندھتے وقت صرف حج کا ارادہ کیا گیا ہو۔ ایسا حج کرنے والا ''مُفرِد'' کہلاتا ہے۔

(۲) قِرَان: اُس طریقۂ حج کو کہتے ہیں، جس میں احرام باندھتے وقت حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی ہو۔ ایسا حج کرنے والا ''قارن'' کہلاتا ہے۔

(۳) تمتُّع: اس طریقۂ حج کو کہتے ہیں، جس میں حج کے دنوں میں پہلے احرام باندھ کر عمرہ کرلیا جائے اور پھر کچھ دنوں کے لیے احرام کھول لیا جائے۔ پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرلیا جائے۔ ایسا حج کرنے والا ''مُتمتِّع'' کہلاتا ہے۔

حج کا طریقہ

حج میں تین باتیں فرض ہیں، اگر وہ چھوٹ جائیں تو حج نہ ہوگا۔ حج کا پورا طریقہ یہ ہے کہ پہلے طواف قُدوم کرتے ہیں۔ حجرِ اَسوَد کو چومتے ہیں۔ پھر صفا اور مَروَہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑتے ہیں۔ ۸/ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ کو چل دیتے ہیں۔ رات کو منیٰ میں رہتے ہیں۔ ۹/ذی الحجہ کو میدانِ عَرَفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ وہاں شام تک قیام کرتے ہیں۔ عرفات کا منظر بڑا ہی عجیب ہوتا ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے اللہ کے لاکھوں مخلص بندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دور دور تک نظر آتا ہے۔ کوئی گورا، کوئی کالا،

کوئی چھوٹا، کوئی بڑا، مگر سب کا ایک ہی لباس، سب کی زبانوں پر ایک ہی اللہ کی بڑائی، سب ایک ہی کی محبت میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نہ کوئی غریب ہے نہ امیر، نہ چھوٹا ہے نہ بڑا، نہ کوئی راجا ہے، نہ پرجا۔ سب ایک ہی اللہ کے بندے ہیں۔ سب بھائی بھائی ہیں۔ سب ایک ہی کے گن گاتے ہیں۔ سب کا ایک ہی پیغام ہے اور ایک ہی پکار۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور ساری نعمتیں اسی کی ہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم سب اُس کے بندے ہیں اور اُس کی پکار پر اس کے در پر حاضر ہیں۔

عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھتے ہیں۔ سورج غروب ہونے کے بعد وہاں سے مُزدَلِفَہ کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ رات کو مزدلفہ ہی میں قیام رہتا ہے۔

۱۰ رذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں اور دوپہر سے پہلے پہلے منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ پر سات دفعہ کنکریاں پھینکتے ہیں۔ رمی کے بعد تلبیہ کہنا بند کردیتے ہیں۔ پھر قربانی کرکے بال منڈواتے یا کترواتے ہیں اور احرام اُتار کر اپنے روز مرّہ کے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ پھر طواف زیارت کے لیے مکہ جاتے ہیں۔ طواف زیارت کے بعد منیٰ آجاتے ہیں۔ منیٰ میں ۱۲/ ذی الحجہ تک رہتے ہیں۔ ان دنوں یعنی گیارھویں اور بارھویں دونوں دنوں میں مسجد خیف کے پاس جو تینوں جمرے ہیں ان کی رمی کرتے ہیں۔ ہر ایک پر سات کنکریاں پھینکتے ہیں اور کنکریاں پھینکنے کے بعد تکبیر کہتے ہیں۔ اس رمی میں پہلے جمرۂ اولیٰ کی پھر جمرۂ وسطیٰ کی پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کرتے ہیں۔ ذی الحجہ کی بارھویں تاریخ ختم ہوتے ہی حج ختم ہوجاتا ہے۔

حج سے فارغ ہوکر پیارے رسولؐ کی پاک بستی کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کی زیارت کے بعد پیارے رسولؐ کے مزار مقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ آپؐ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اور دین دنیا کی دولتوں سے دامن بھر کر واپس آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خانۂ کعبہ کی زیارت نصیب کرے۔ پیارے رسولؐ کا روضۂ اطہر دکھائے اور حج کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- حج کسے کہتے ہیں؟

۲- حج کرنے کے لیے کن سہولتوں کا حاصل ہونا ضروری ہے؟

۳- حج کی فضیلت کے بارے میں قرآن مجید کا حکم بیان کیجیے

۴- حج کی فضیلت کے بارے میں پیارے رسولؐ کی کوئی حدیث لکھیے

۵- حج کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف لکھیے

۶- تلبیہ کسے کہتے ہیں؟ ترجمے کے ساتھ لکھیے

۷- کس جگہ ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھی جاتی ہیں؟

۸- ''عُمرہ'' سے کیا مراد ہے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- مغرب اور عشا کی نمازیں .... میں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔

۲- پیارے رسولؐ کے بعد صحابہ کرامؓ بھی .... کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔

۳- خانۂ کعبہ کی زیارت کے بعد پیارے رسولؐ کے .... کی زیارت کرتے ہیں۔

۳- صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجیے:

۱- حج اسلام کی بڑی اہم عبادت ہے۔ (   )

۲- حج مسلمانوں پر عمر بھر میں تین مرتبہ فرض ہے۔ (   )

۳- پیارے رسولؐ نے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ (   )

۴- حج ۷ھ میں فرض ہوا۔ (   )

۵- عورتوں کے لیے حج ہی جہاد ہے۔ ( )

۶- مزدلفہ میں عشا اور فجر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ ( )

۴- کالم الف کو کالم ب سے ملائیے:

الف	ب
۱- قِران	حج کی نیت سے حج کا لباس پہننا اور حج کی دعا پڑھنا
۲- تحلیق	بال کٹوانا یا چھوٹے کرانا
۳- طواف	احرام باندھتے وقت حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا
۴- تقصیر	حج کے لیے احرام باندھنے کی جگہ
۵- احرام	خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانا
۶- میقات	بال منڈوانا
۷- رمی	عرفات اور مزدلفہ میں کچھ دیر ٹھہرنا
۸- وقوف	جمرہ کے پاس کنکریاں مارنا

قرآن شریف

اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ مگر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا۔ حضرت محمدؐ پر اپنی کتاب اتاری، کتاب میں بُرے بھلے کی پہچان بتائی۔ اپنے پسندیدہ کام بتائے۔ اپنے پیارے بندوں کی خوبیاں بتائیں۔ جہنم سے بچنے اور جنت میں جانے کا طریقہ بتایا۔ قرآن شریف، ہدایت کی کتاب ہے۔ اس میں دین دنیا کی بھلائی کا قانون ہے۔ اس پر چل کر ہمیں دنیا میں بھی عزّت ملے گی اور آخرت میں بھی جنت ملے گی۔ قرآن کو چھوڑ کر ہم کہیں سے ہدایت نہیں پا سکتے۔

قرآن شریف تیئیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا ضرورت کے مطابق پیارے رسولؐ پر نازل ہوتا رہا۔ قرآن شریف جب سے نازل ہوا ہے، اپنی اصلی حالت میں ہے اور قیامت تک اسی حالت میں رہے گا۔ قرآن شریف کی تعلیم ہر زمانے کے لیے ہے۔ یہ ہماری پوری زندگی کا قانون ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے سچے عقیدے کی تعلیم دی، عبادت کے طریقے بتائے، ماں باپ اور رشتے داروں کے حقوق بتائے، عام لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا ڈھنگ بتایا، تعلیم و تربیت کے طریقے سکھائے، لین دین کے اصول بتائے، کمانے اور خرچ کرنے کے حلال طریقے سکھائے، دنیا میں امن قائم کرنے اور اللہ کی حکومت قائم کرنے کے اصول سکھائے، بہترین انتظام کرنے کے قانون بتائے۔ غرض وہ سب کچھ بتایا، جس کی ہمیں اس دنیا میں ضرورت تھی۔ اس کے ہوتے ہوئے اب کسی

دوسرے قانون کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کو اپنانے میں ہماری دین دنیا کی بھلائی ہے۔ اس کے ہوتے جو لوگ دوسرے قانون کو مانتے اور اس پر چلتے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ وہ قرآن پڑھتے ہی نہیں اور نہ اس پر ایسا ایمان لاتے ہیں، جیسا ایمان لانے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

جمع و ترتیب

قرآن شریف پورا کا پورا پیارے رسولؐ کے زمانے ہی میں لکھ لیا گیا تھا اور اُسی ترتیب کے ساتھ لوگ پڑھتے پڑھاتے بھی تھے، جس ترتیب سے ہم پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ پیارے رسولؐ نے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے قرآن مجید کو اس طرح ترتیب دیا تھا۔ جب کوئی آیت اترتی تو آپؐ لکھنے والوں سے فرماتے، اس کو فلاں سورت میں لکھ دو اور جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپؐ فرماتے، اس کو فلاں سورت کے بعد رکھو۔ آپؐ کے زمانے میں قرآن شریف کے سیکڑوں حافظ موجود تھے اور پورا قرآن شریف تحریری شکل میں موجود تھا، البتہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو توجہ دلائی اور حضرت ابوبکرؓ نے بڑے بڑے صحابہؓ کے مشورے سے پورا قرآن ایک جلد میں جمع کیا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اسلام دور دور تک پھیلا اور ایسے لوگ بھی مسلمان ہوئے جو عرب نہ تھے۔ اس وقت تک مختلف قبیلے مختلف طریقوں سے قرآن شریف پڑھتے تھے۔ ہر قبیلے کا لہجہ اور پڑھنے کا طریقہ الگ تھا۔ آپؓ نے قبیلۂ قریش کے لہجے اور قرأت کے مطابق بہت سے نسخے لکھوائے اور پوری اسلامی سلطنت میں پھیلا دیے۔ سب کو اسی ایک طریقے کے مطابق پڑھنے کا حکم دیا۔

تِلاوَت

قرآن کا نام خود اللہ تعالیٰ نے "قرآن" رکھا ہے۔ قرآن کا مطلب ہے بار بار پڑھی جانے والی اور خوب پڑھی جانے والی کتاب، اس لیے ہم قرآن کی خوب خوب تلاوت کرتے ہیں۔

پیارے رسولؐ خوب تلاوت فرماتے تھے۔ کبھی دوسروں کو سناتے اور کبھی دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے۔ رمضان میں ہر سال پورا قرآن شریف حضرت جبرئیلؑ کو سناتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ بھی اکثر وقت قرآن مجید کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ قرآن حکیم ہے بھی ایسی کتاب کہ بار بار پڑھی جائے۔ اس کے پڑھنے سے ہمارا ایمان تازہ ہوتا ہے، اللہ کی محبت بڑھتی ہے، پیارے رسولؐ کے راستے پر چلنے کا شوق بڑھتا ہے، صالح اور نیک لوگوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، نیکیاں کمانے اور بُرائیوں سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی خوشی کے کام کرنے کو ہر وقت جی چاہتا ہے۔ اس لیے پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں''۔

تلاوت کے معنیٰ ہیں سمجھ کر پڑھنا۔ ہم قرآن شریف سمجھ سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ اس کی ایک ایک بات پر غور کرتے ہیں۔ قرآن شریف ایک آئینہ ہے۔ جس میں پڑھنے والے کو اپنی ایک ایک اچھائی اور برائی صاف نظر آتی ہے۔ قرآنِ شریف سے فائدہ اُٹھانے کے لیے تین باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے:

(۱) جب ہم قرآن شریف پڑھنے بیٹھیں تو یہ یقین رکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی سچی کتاب ہے۔ اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ دونوں جہان کی بھلائیاں اسی میں ہیں۔ اگر ہم نے اِسے چھوڑ دیا؛ تو پھر ہم کہیں سے ہدایت نہیں پا سکتے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ قرآن شریف اچھی نیت سے پڑھیں۔ یہ نہیں کہ لوگ تعریف کریں گے، بڑا آدمی سمجھیں گے، نام ہوگا یا کوئی دُنیوی غرض پوری ہوگی۔ قرآن حکیم بس اِسی لیے پڑھا جائے کہ ہدایت ملے، اللہ تعالیٰ خوش ہو، نیک بننے کی توفیق ہو اور آخرت میں جنت کی نعمتیں ملیں۔

(۳) تیسری بات یہ کہ ہم یہ طے کر کے پڑھنے بیٹھیں کہ اس کتاب میں جو جو احکام

ہم پڑھیں گے، ان پر سچے دل سے عمل کریں گے۔ بُرے لوگوں کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں، ان سے بچیں گے اور نیک لوگوں کی جو جو خوبیاں بتائی گئی ہیں، انھیں اپنائیں گے۔

ان تین باتوں کا خیال کر کے جب ہم قرآن شریف پڑھیں گے تو ہمیں ایک ایک برائی بُری طرح کھٹکے گی، اس سے نفرت پیدا ہوگی اور بھلائی کرنے کو اندر سے جی چاہے گا۔ برائی کی راہ بہت تنگ اور تاریک معلوم ہوگی اور نیکی کی راہ بہت روشن اور کشادہ معلوم ہوگی۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں قرآن شریف کی سمجھ دے اور اِس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کر۔ آمین۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- قرآن شریف کس لیے نازل کیا گیا؟

۲- قران شریف کی جمعُ وترتیب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۳- قرآن شریف کو قرآن کیوں کہتے ہیں؟ تلاوت کے کیا معنیٰ ہیں؟

۴- قرآن شریف پڑھتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

۵- قرآن شریف کی تعلیمات کیا ہیں؟

۶- قرآن شریف سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

۲- خانہ پُری کیجیے:

۱- قرآن شریف .... سال کی مدت میں، تھوڑا تھوڑا، ضرورت کے مطابق، نازل ہوا۔

۲- قرآن شریف ہماری پوری زندگی کا .... ہے۔

۳- قرآن شریف کو اپنانے میں ہماری .... کی بھلائی ہے۔

۴- حضرت عثمانؓ نے .... کے لہجے اور قرأت کے مطابق قرآن کے بہت سے نسخے لکھوائے اور پوری اسلامی سلطنت میں پھیلا دیے۔

۵- تم میں سب سے .... وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

کچھ اور کام

قرآن مجید کو روزانہ سمجھ کر پڑھنے کا اہتمام کیجیے۔

۱۰

قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں

جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

جس طرح سے توتا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اِس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اِس طرح سکھایا جاتا ہوں

جب قول وقسم لینے کے لیے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اُٹھایا جاتا ہوں

دل سوز سے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں

نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رُلایا جاتا ہوں

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس عُرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

(ماہر القادریؒ)

۱۱

پیارے رسولؐ کیا کرتے اور کیا کہتے تھے

پیارے رسولؐ حضرت محمدؐ اللہ کے آخری پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ میں تمام بھلائیاں جمع کر دی تھیں۔ ہمارا کیا منہ کہ ہم آپؐ کی تعریف کرسکیں۔ بس مختصر یہ کہ اللہ کے بعد آپؐ ہی کا مرتبہ ہے۔

پیارے رسولؐ بڑے ہی اچھے تھے۔ روزانہ پچھلی رات کو اُٹھ جاتے، مسواک کرتے اٹھ کر وضو کرتے، اور تہجّد کی نماز پڑھنے میں لگ جاتے۔ دیر تک نماز پڑھتے رہتے۔ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے نماز پڑھتے۔ اللہ کے سامنے گڑ گڑاتے اور دعا مانگتے۔ فجر کی نماز اول وقت میں پڑھتے۔ نماز میں دیر تک قرآن پڑھتے۔ قرآن بہت صاف صاف پڑھتے۔ آپ کو قرآن کا پڑھنا بہت پسند تھا۔ روزانہ تلاوت فرماتے۔ دوسروں سے بھی پڑھوا کر سنتے اور اثر لیتے۔ روتے روتے ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ قرآن ہے بھی تو اللہ کا کلام، قرآن سن کر بھی جس کا دل نہ پسیجے بھلا وہ بھی کوئی مسلمان ہے؟

پیارے رسولؐ ہر وقت اللہ کو یاد کرتے، ہر وقت رب کے گن گاتے، اللہ سے بہت ڈرتے۔ اللہ کے ڈر سے نمازوں میں روتے، کبھی تو روتے روتے ساری رات گزار دیتے۔

پیارے رسولؐ بڑے خوش مزاج اور ہنس مکھ تھے۔ بڑے ہی نرم دل اور مہربان تھے، کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ بری بات منہ سے نہ نکالتے۔ کسی کی غیبت نہ کرتے۔ کسی کو

برے نام سے یاد نہ کرتے۔ ہر ایک سے محبت سے پیش آتے۔ آپؐ نے کبھی کسی کو نہ مارا، نہ کسی کو گالی دی۔

پیارے رسولؐ سچے تھے۔ سدا سچی بات کہتے تھے۔ فرماتے: ''سچائی میں نجات ہے اور جھوٹ میں تباہی۔'' لوگ آپؐ کو ''صادق'' کہتے۔ پیارے رسولؐ امانت دار تھے۔ فرمایا: ''جو خیانت کرے اس میں ایمان نہیں۔'' لوگ آپؐ کے پاس اپنی امانتیں رکھتے اور آپؐ پر اطمینان کرتے تھے۔ مکے کے لوگ آپؐ کو ''امین'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

پیارے رسولؐ بیماروں کی خبر رکھتے، بیماروں کو پوچھنے جاتے، اُن کے پاس بیٹھ کر تسلّی دیتے اور دعا فرماتے۔ جب کوئی راستے میں ملتا، خود پہلے اس کو سلام کرتے اور مصافحہ فرماتے۔ مجلس میں سب کے ساتھ مل جل کر بیٹھتے۔ اپنے بیٹھنے کے لیے کوئی اونچی جگہ پسند نہ فرماتے۔ سب کے ساتھ چلتے۔ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے۔ محنت کرنے کو اچھا سمجھتے۔ گھوڑے کی سواری کو بہت پسند فرماتے۔

پیارے رسولؐ سرکہ، شہد اور گوشت بہت پسند فرماتے تھے۔ کھانا ہمیشہ سادہ کھاتے۔ جو سامنے آتا خوش خوش کھالیتے۔ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے۔ پیاز اور لہسن کی بُو پسند نہ فرماتے۔ فرماتے کہ پیاز اور لہسن کھا کر کوئی مسجد میں نہ آئے۔ لباس سادہ پسند فرماتے۔ قمیص اور تہ بند عام طور پر پہنتے۔ چادر اوڑھتے۔ سر پر ٹوپی رکھ کر پگڑی باندھتے۔ سفید کپڑے پہنتے۔ سفید رنگ پسند فرماتے اور سدا صاف ستھرے کپڑے پہنتے۔

پیارے رسولؐ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ عطر کا تحفہ بہت پسند فرماتے تھے۔ عطر لگاتے، جس گلی سے گزرتے وہ خوشبو سے مہک جاتی۔ میلے کپڑے نہ پہنتے۔ غسل فرماتے۔ بالوں میں کنگھا کرتے۔ تیل لگاتے۔ آنکھوں میں سرمہ لگاتے۔ ہمیشہ صاف ستھرے رہتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تاکید فرماتے۔

پیارے رسولؐ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ راستے میں بچے مل جاتے تو اُن کو سلام کرتے اور ان سے دیر تک اچھی اچھی باتیں کرتے۔ بچے آپؐ کو دیکھ کر آپؐ سے

چمٹ جاتے۔ آپؐ ان کو پیار کرتے، گود میں لیتے اور میٹھی میٹھی باتیں کرتے۔ مدینے میں آپؐ پہنچے تو بچیاں خوشی کے گیت گانے لگیں۔ آپؐ نے پوچھا: ''کیا تم مجھ سے پیار کرتی ہو؟'' لڑکیوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپؐ نے فرمایا: ''میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔''

پیارے رسولؐ ٹھہر ٹھہر کر بولتے۔ جو آپؐ کی باتیں سنتا، اچھی طرح سمجھ لیتا۔ پیارے رسولؐ کی آواز اونچی تھی، لیکن کبھی چلاّ کر نہ بولتے۔ قرآن شریف اونچی آواز سے پڑھتے۔ کعبے میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے تو پاس کے گھروں میں آواز جاتی۔ پیارے رسولؐ اکثر چپ رہتے اور جب بات کرتے تو کام کی بات کرتے۔

حضرت محمدؐ، اللہ کے آخری رسول تھے۔ آپؐ اللہ کا آخری پیغام لائے تھے۔ آپؐ ہر ایک کو اللہ کا پیغام سناتے، اللہ کی باتیں سب کو بتاتے، اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتے، نیکیوں کا حکم دیتے، برائیوں سے روکتے، ایک اللہ کی بندگی کرنے کو کہتے، جھوٹے اور باطل خداؤں کی پوجا سے روکتے اور فرماتے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

پیارے رسولؐ لوگوں کو سمجھاتے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، ہم سب کو اسی نے پیدا کیا ہے، وہی ہم سب کا پالنے والا ہے، وہی ہم سب کو جِلاتا ہے، وہی مارتا ہے، نفع نقصان اسی کے ہاتھ میں اور عزّت وذلّت اسی کے قبضے میں ہے۔ وہ کسی کو دُکھ دینا چاہے تو کوئی سکھ نہیں دے سکتا اور سکھ پہنچانا چاہے تو کوئی دُکھ نہیں دے سکتا۔ حکم دینا اُسی کا کام ہے۔ ساری دنیا پر اسی کی حکومت ہے۔ وہی سب کا بادشاہ ہے۔ اس کے سامنے سب بے بس اور مجبور ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: لوگو! اسی اللہ کی بندگی کرو، اسی کے حکموں پر چلو اور اسی کی فرماں برداری کرو، انسان اللہ ہی کا بندہ ہے، اسی کا غلام ہے اور اسی کی غلامی میں عزت اور دونوں جہان کی بھلائی ہے۔ جو اس کی فرماں برداری کرے گا، وہ دنیا میں اچھی زندگی

پائے گا اور آخرت میں بھی اور جو اس کی نافرمانی کرے گا، وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوگا اور آخرت میں بھی۔

آپؐ سمجھاتے کہ لوگو! یہ دنیا ایک دِن ختم ہوجائے گی۔ چاند، سورج ٹکرا کر چوُر چوُر ہوجائیں گے۔ تارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔ زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک نئی دنیا بسائے گا۔ تمام اگلے پچھلے مُردے جی اٹھیں گے اور زندہ ہوکر سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ وہ اپنے کیے کا حساب دیں گے۔ نیکی بدی کی جانچ ہوگی۔ اچھے کاموں پر انعام ملے گا۔ برے کاموں کی سزا ملے گی۔ اس دن کو آخرت کا دن کہتے ہیں۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جنت ہمیشہ رہنے والے سدا بہار باغ کا نام ہے۔ وہاں کا آرام کبھی ختم نہ ہوگا۔ وہ نیکیوں کا ٹھکانا ہے۔ جہنم عذاب کا گھر ہے۔ وہاں کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اتنا سخت کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ کافروں کا ٹھکانا ہے۔

پیارے رسولؐ نے فرمایا: لوگو! مجھے اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ تمھیں جہنم کے عذاب سے بچاؤں اور تمھیں جنت کا راستا بتاؤں۔ میں تمھیں اچھی باتیں بتانے آیا ہوں اور سیدھی سچی راہ دکھانے آیا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنے احکام دے کر بھیجا ہے۔ میں اس کی کتاب لے کر آیا ہوں۔ خود بھی اس پر عمل کرتا ہوں، تم سے بھی عمل کرنے کو کہتا ہوں۔ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اسی کی پیروی میں نجات ہے۔ میں بھی اللہ کا بندہ ہوں، اس کے حکموں پر چلتا ہوں اور اسی کو اپنا آقا اور مالک مانتا ہوں۔

پیارے رسولؐ نے فرمایا: جو میری باتیں کان لگا کر سنے گا اور انھیں اپنائے گا، وہ اپنا ہی بھلا کرے گا۔ آخرت میں عیش کی زندگی پائے گا۔ سدا سکھ سے رہے گا۔ اس کا مولیٰ اس سے راضی ہوگا۔ جو میری باتوں کا انکار کرے گا، فرشتے اس کو منہ کے بل جہنم میں گھسیٹیں گے۔ جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

اے اللہ! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ جنت میں پہنچا اور اپنے پیارے رسولؐ کا ساتھ نصیب فرما۔ آمین۔

کتنے اچھے تھے پیارے رسولؐ کے کام اور کیسا اچھا تھا آپؐ کا پیغام۔ پھر بھی مکے کے کافر آپؐ کی باتیں نہ سنتے، آپؐ کو ستاتے، دل دکھاتے اور طرح طرح سے دکھ پہنچاتے اِس طرح وہ اللہ کا غضب بھڑکاتے۔ مگر بڑے ہی مہربان تھے پیارے رسولؐ۔ سب کچھ سہتے رہے اور اسلام کی باتیں بتاتے رہے۔ آپؐ نے کبھی کسی کے لیے بددعا نہ کی۔ آخر وقت تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ درود ہو پیارے رسولؐ پر، سلام ہو پیارے رسولؐ پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

مشق

۱۔ جواب دیجیے:

۱۔ روزانہ پچھلی رات کو پیارے رسولؐ کا کیا معمول تھا؟

۲۔ قرآن سے پیارے رسولؐ کا کیا تعلق تھا؟

۳۔ پیارے رسولؐ کا مزاج کیسا تھا؟

۴۔ بیماروں کے ساتھ پیارے رسولؐ کا سلوک کیسا تھا؟

۵۔ پیارے رسولؐ کا مجلس میں کیا رویہ ہوتا تھا؟

۶۔ پیارے رسولؐ کون سا کھانا پسند کرتے تھے؟

۷۔ پیارے رسولؐ کیسا لباس پسند فرماتے تھے؟

۸۔ پیارے رسولؐ لوگوں کو کیا بتاتے تھے؟

۹۔ اللہ کے بارے میں پیارے رسولؐ نے کیا باتیں بتائیں؟

۱۰۔ پیارے رسولؐ کو اللہ تعالیٰ نے کیوں بھیجا؟

۱۱۔ آخرت کے بارے میں پیارے رسولؐ نے کیا باتیں بتائیں؟

۱۲

پیارے رسولؐ

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے کے بعد تیرہ سال تک مکے میں رہے۔ دین کا کام کرتے رہے اور ہر طرح کے دکھ سہتے رہے۔ اُس زمانے کو ''مکّی دور'' کہتے ہیں۔ اُس کے بعد آپؐ نے مدینے کو ہجرت فرمائی اور دس سال مدینے میں رہے۔ اس زمانے کو ''مَدَنی دور'' کہتے ہیں۔ مکّی دور کا حال ہم اس سے پہلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ اب ہم مدنی دور کا حال پڑھیں گے۔

مدینے کو ہجرت

یثرب عرب کا ایک مشہور شہر تھا۔ پیارے رسول کے وہاں پہنچنے کے بعد اس کا نام مدینۃ النّبی اور مدینہ ہوگیا۔ مدینے کے لوگ ہر سال حج کے لیے مکے جاتے تھے۔ پیارے رسولؐ ان سے ملتے تھے اور، ان کو دین کی باتیں بتاتے تھے۔ وہ پیارے رسولؐ کی باتیں دھیان سے سنتے تھے۔ ان میں سے بہت سے مسلمان ہوگئے۔ اس طرح اللہ کا دین مدینے پہنچا۔

مکّے میں دین کی باتیں پہنچاتے پہنچاتے پیارے رسولؐ کو تیرہ سال ہوگئے تھے۔ مکّے والوں نے آپؐ کو ستایا۔ جب اُن میں حضوؐر کی باتیں سننے والا کوئی نہ رہا، اُلٹے جان کے درپے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ اب مدینے کو ہجرت کر جایئے۔ بہت سے مسلمان پہلے ہی ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے۔

ایک رات کافروں نے طے کیا کہ توبہ توبہ پیارے رسولؐ کو جان سے مار دیا جائے۔

اس ''نور'' کو ہمیشہ کے لیے بجھا دیا جائے۔ بدبختوں نے یہ ترکیب سوچی کہ ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی جمع ہو اور سب پیارے رسولؐ کے گھر کو گھیر لیں۔ جب آپؐ گھر سے نکلیں تو سب ایک ساتھ حملہ کر دیں اور آپؐ کو جان سے مار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سازش کی خبر دے دی۔ آپؐ قرآن شریف کی آیتیں پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے۔ مٹھی میں کچھ کنکریاں بھر کر اُن کی طرف پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ پیارے رسولؐ کو کوئی بھی دیکھ نہ سکا۔ آپؐ کے سچے دوست حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ دونوں مل کر مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک غار ہے، غارِ ثور، اس میں دونوں چُھپ گئے۔ کافروں نے پیچھا کیا، دور دور جاسوس بھیجے۔ ایک کافر تو غار کے منہ پر آ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ گھبرا گئے، پیارے رسولؐ نے کہا: ''غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' اللہ نے اس کافر کی مت ماردی اور وہ آپؐ کو نہ دیکھ سکا۔

تین دن کے بعد آپؐ وہاں سے مدینے کو روانہ ہوئے۔ مدینے کے لوگ کئی دن سے برابر آپؐ کا انتظار کر رہے تھے۔ پہنچے تو وہ بہت خوش ہوئے۔ بچیاں گیت گانے لگیں۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ حضورؐ ہمارے گھر ٹھہریں۔ حضورؐ نے فرمایا: ''میں وہیں ٹھہروں گا، جہاں اونٹنی جا کر بیٹھ جائے گی''۔ یہ شرف حضرت ابوایوب انصاریؓ کو ملا۔

مواخات

مکّے سے جو مسلمان مدینے پہنچے تھے، وہ ''مُہاجر'' کہلائے۔ مُہاجر سب بے سروسامان تھے۔ مدینے کے مسلمانوں نے ہر طرح ان کی مدد کی، اس لیے وہ لوگ ''اَنصار'' کہلائے۔ پیارے رسولؐ نے مہاجرینؓ اور انصارؓ میں مواخات قائم کی، یعنی انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ پھر تو انصارؓ نے ان کو رہنے کے لیے گھر دیے۔ شادی بیاہ کرایا، کاروبار میں شریک کیا اور ہر بات میں اپنے سے زیادہ ان کا خیال رکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی مدد فرمائی۔

اسلامی لڑائیاں

پیارے رسولؐ بڑے ہی رحم دل تھے۔ دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ سب کا بھلا چاہتے تھے۔ سب کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ پتھر مارنے والوں کو بھی دعائیں دیتے تھے۔ مگر کافروں نے آپؐ کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا۔ خیال تھا کہ مدینے میں اطمینان سے رہیں گے، لیکن وہاں بھی کافروں نے چین نہ لینے دیا۔ مدینے کے آس پاس یہودی بستے تھے۔ وہ اپنے کو حضرت موسیٰؑ کی اُمّت کہتے تھے مگر کام سب کافروں جیسے کرتے تھے۔ وہ لوگ بھی آپؐ کے دشمن ہوگئے اور کافروں سے مل کر آپؐ کو دھوکا دینے لگے۔ مدینے میں کچھ لوگ مُنافق تھے۔ مُنافق دیکھنے میں تو مسلمانوں کے ساتھی تھے مگر دل سے ان کے دشمن تھے۔

بَدْر کی لڑائی

آخر کار کافروں نے مدینے کے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا۔ مسلمانوں کو بھی لڑائی کی اجازت مل گئی۔ اسلام کے لیے یہ سب سے پہلی لڑائی ہے۔ کافر ایک ہزار تھے اور مسلمان صرف تین سو تیرہ۔ کافروں کے پاس لڑائی کا سب سامان تھا اور مسلمان نہتّے تھے۔ بَدْر کے مقام پر ۱۷ر رمضان ۲ھ کو دونوں میں مُڈبھیڑ ہوئی۔ بَدْر، مدینے سے لگ بھگ سوا سو کلومیٹر کے فاصلے پر، ایک گاؤں کا نام ہے۔ مسلمان سچے تھے۔ پیارے رسولؐ حق پر تھے۔ اللہ کی مدد آئی۔ مسلمان جیت گئے۔ کافر ہار گئے۔ کافروں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابوجہل مارا گیا، عتبہ مارا گیا، شیبہ مارا گیا، زمعہ مارا گیا، عاص مارا گیا، اُمَیّہ مارا گیا، غرض تمام بڑے بڑے سردار مارے گئے اور قریش کی قوت ٹوٹ گئی۔ اس لڑائی میں کافروں کے ستّر آدمی مارے گئے اور ستّر گرفتار ہوئے۔ باقی پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

بَدْر کے بعد

بَدْر کی لڑائی میں کافر ہار گئے تھے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے،

اس لیے سارا عرب مسلمانوں کے خلاف چوکنا ہوگیا۔ دشمنی کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ ابھی بدر کی لڑائی کو مشکل سے ایک سال ہی گزرا تھا کہ کافروں کے حملے کی خبریں مدینے پہنچنے لگیں۔ ۳ھ میں کافروں نے بہت بڑی فوج جمع کی اور مسلمانوں پر دھاوا کیا۔ مسلمان بھی مقابلے کے لیے نکلے، مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی اور ایک ایک مسلمان اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے بے چین تھا۔

اُحد کی لڑائی

مدینے سے تقریباً ۴ میل کے فاصلے پر اُحد نامی ایک پہاڑ ہے اُحد کے قریب ہی لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کافر تقریباً تین ہزار تھے۔ پھر ہر طرح کا جنگی سامان بھی ان کے پاس تھا۔ اللہ کی مدد سے مسلمان پھر جیت گئے، مگر مسلمانوں سے ذرا سی چوک ہوگئی۔ مسلمان یہ سمجھے کہ لڑائی ختم ہوگئی اور وہ اس پہرے سے ہٹ گئے، جہاں پیارے رسولؐ نے انھیں کھڑا کیا تھا۔ کافروں نے موقع پا کر پیچھے کی طرف سے پھر حملہ کردیا۔ اس اچانک حملے سے مسلمان گھبرا گئے۔ کئی صحابہؓ شہید ہوگئے۔ پیارے رسولؐ کے بہادر چچا حضرت حمزہؓ بھی اس لڑائی میں شہید ہوئے۔ لوگوں نے یہ افواہ بھی اڑادی کہ محمدؐ شہید ہوگئے۔ اس افواہ سے مسلمانوں نے اور جی چھوڑ دیا۔ لیکن صحابہؓ اپنی جان پر کھیل کر پیارے رسولؐ کو دشمنوں کے حملوں سے بچاتے رہے، پھر بھی آپؐ کے دو دانت شہید ہوگئے، مسلمان پھر سنبھلے۔ آخر اللہ کی مدد آئی کافر بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس لڑائی میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ اُحد کی لڑائی کے بعد بھی کافروں سے مسلمانوں کی بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ مسلمان حق پر تھے اور اللہ کے دین کو اونچا کرنے کے لیے اٹھے تھے، اِس لیے ہر بار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور کافروں کو منہ کی کھانی پڑی۔

یہودی قبیلے

مسلمان جب مدینے پہنچے تو شروع شروع میں یہودی بہت خوش ہوئے۔ اُن کا خیال تھا کہ مسلمانوں کی وجہ سے اُن کا اقتدار بڑھ جائے گا۔ اِس لیے انھوں نے مسلمانوں سے قول و قرار کیا کہ دشمنوں نے اگر مسلمانوں پر حملہ کیا تو وہ ان کا ساتھ دیں گے۔ لیکن جلد ہی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہوگئے۔ مسلمانوں کی باتیں کافروں تک پہنچاتے، کافروں کو مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار کرتے، اپنی طرف سے جھوٹی جھوٹی باتیں لگا کر کافروں کو بھڑکاتے اور جس طرح بن پڑتی مسلمانوں کی مخالفت کرتے۔

مدینے کے آس پاس یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنی قَینُقاع جو یہودیوں کا سب سے بہادر اور لڑاکا قبیلہ تھا۔ دوسرا قبیلہ بنی نَضِیر تھا اور تیسرا قبیلہ بنی قُریظَہ۔ جب ان کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو پیارے رسولؐ نے بنی قَینُقاع کو مدینے سے نکال دیا۔ وہ اپنی ساری جائداد اور زمین چھوڑ کر شام کے ملک میں چلے گئے۔ بنی نَضِیر کے لوگوں نے کئی مرتبہ پیارے رسولؐ کو قتل کرنے کی سازشیں کیں۔ ایک بار آپؐ اُن کے محلّے میں ایک دیوار کے نیچے کھڑے تھے، یہودیوں نے چاہا کہ چھپ کر دیوار سے ایک بڑا پتھر آپؐ پر گرادیں اور توبہ توبہ آپؐ کو مار ڈالیں۔ پیارے رسولؐ کو ان کے ناپاک ارادے کی خبر ہوگئی۔ آپ فوراً اُٹھ کر چلے آئے۔ ایک بار ان لوگوں نے کہلا بھیجا کہ آپؐ تیس آدمیوں کو لے کر ہمارے عالموں سے بات کرنے کے لیے آیئے۔ آپؐ نے بنی نضیر اور بنی قُریظَہ سے فرمایا کہ ہمیں تمھارا اعتبار نہیں۔ تم ایک عہد نامہ لکھ دو لیکن پھر آپؐ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ تلواریں لیے لڑنے کو تیار کھڑے ہیں کہ آپؐ پہنچیں اور (توبہ توبہ) وہ آپؐ کو قتل کردیں۔ آپؐ واپس تشریف لے آئے۔

آخر حضورؐ نے ان کو بھی مدینے سے نکال دیا۔ وہ لوگ جتنا مال و اسباب اپنے ساتھ لے جاسکتے تھے، اونٹوں پر لاد کر خیبر چلے گئے۔

احزاب کی لڑائی

بنی نَضِیر کے لوگوں نے خیبر پہنچ کر سارے عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔

قریش کے لوگوں کو لڑائی پر اُبھارا۔ قبیلۂ غطفان کو لالچ دے کر اپنے ساتھ ملالیا۔ بنی اسد بھی ان کے ساتھ ہوئے اور وہ دس ہزار کی بھاری فوج لے کر مدینے کی طرف چل پڑے۔ عربی زبان میں ''حزب'' جماعت کو کہتے ہیں اور اس کی جمع ''احزاب'' ہے۔ اس لڑائی کو احزاب اسی لیے کہتے ہیں کہ اس میں کافروں کی تمام جماعتیں مسلمانوں سے لڑنے کے لیے مل گئی تھیں۔ یہ لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی تھی۔

پیارے رسولؐ کو جب خبر ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ ایران کے رہنے والے تھے۔ انھیں لڑائی کے ایرانی طریقے معلوم تھے۔ انھوں نے رائے دی کہ تین طرف سے تو مدینہ مکانوں اور کھجور کے باغوں سے گھرا ہوا ہے، صرف ایک طرف سے کھلا ہوا ہے، ادھر خندق کھودی جائے۔ ''خندق'' گڑھے کو کہتے ہیں۔ اس لڑائی کو خندق کی لڑائی بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں مسلمان خندق کھود کر لڑے تھے۔

تین ہزار صحابہؓ بیس دن تک برابر خندق کھودنے کا کام کرتے رہے۔ خود پیارے رسولؐ بھی خندق کھودنے میں شریک رہے۔ ایک جگہ ایسی چٹان آ گئی کہ کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتی تھی، پیارے رسولؐ تشریف لائے اور ایک کدال ایسی ماری کہ چٹان چورا چورا ہوگئی۔

کافروں نے دس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مدینے پر حملہ کردیا۔ وہ ایک ماہ تک مدینے کے گرد گھیرا ڈالے رہے، لیکن شہر کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ پاتے تھے۔ ایک جگہ خندق کی چوڑائی کم تھی، اس طرف سے ایک کافر گھوڑا کُدا کر اندر آ گیا۔ حضرت علیؓ نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو ایک قلعے میں محفوظ کردیا تھا۔ بنی قریظہ کے لوگوں نے دیکھا کہ مسلمان تو اپنی فکر میں ہیں، اس قلعے پر قبضہ کرلیا جائے۔ ایک یہودی قلعے کے پھاٹک پر پہنچ بھی گیا۔ حضرت زبیر بن عوّامؓ کی والدہ حضرت صفیّہؓ نے یہودی کو دیکھا تو آگے بڑھ کر ایک ایسا وار کیا کہ اس کا کام تمام ہوگیا پھر اس کا سر کاٹ کر میدان میں پھینک دیا۔ بنی قُریظہ کے لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید قلعے میں بھی کچھ لوگ ہیں اور پھر اُدھر جانے کی ہمت نہ کی۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ دشمن کی فوجوں میں پھوٹ پڑگئی۔ اس کے علاوہ ایک ایسی زوردار آندھی چلی کہ دشمنوں کی ہانڈیاں

اُلٹ گئیں، خیمے اکھڑ گئے اور سردی بھی بلا کی تھی۔ کافروں کے دل لرز گئے۔ بنی قریظہ ساتھ چھوڑ کر اپنے قلعے میں چلے گئے۔ قریش بھی اپنا سا منہ لے کر واپس ہو گئے۔

خیبر کی فتح

یہودی ہر طرف سے سمٹ سمٹ کر خیبر میں جمع ہو گئے۔ یہاں ان کے چھے قلعے تھے، جن میں بیس ہزار سپاہی موجود تھے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف کچھ نہ کچھ شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ آخرکار ۷ ہجری میں پیارے رسولؐ ایک ہزار چھے سو مسلمانوں کو لے کر خیبر پہنچے۔ آپؐ نے پہلے صحابہؓ کے سامنے جہاد پر مؤثر خطبہ دیا اور اللہ کی راہ میں لڑنے کا جوش دلایا۔ مسلمان بیس دن تک قلعے کو گھیرے رہے، لیکن قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ یہ وہ شخص ہوگا جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو چاہتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ بھی اس کو چاہتے ہیں۔ دوسرے روز آپؐ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں فتح کا جھنڈا دیا۔ حضرت علیؓ جھنڈا لے کر نکلے، یہودیوں کا سردار مَرحَب اپنی بہادری کے گیت گاتا ہوا نکلا۔ اُدھر سے حضرت علیؓ نے بھی جواب دیا اور اس زور سے اس کے سر پر تلوار جمائی کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک آ گئی۔ مرحب کے مرتے ہی قلعہ فتح ہو گیا۔ اس لڑائی میں پندرہ صحابہؓ شہید ہوئے اور ترانوے یہودی مارے گئے۔

فتح مکہ

۶ ہجری میں حُدَیبِیہّ کے مقام پر مکّے کے کافروں نے پیارے رسولؐ سے جو صلح کی تھی، اس صلح پر کچھ دنوں قائم رہے۔ لیکن شرارتوں سے باز نہ آئے۔ پھر شرارت شروع کر دی۔ مسلمانوں کو کعبے میں شہید کیا۔ یہ سن کر پیارے رسولؐ دس ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر مکے کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ کافر سٹ پٹا گئے۔ کچھ تو گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے، کچھ معافی مانگ کر مسلمان ہو گئے۔ رحمتِ عالمؐ نے سب کو معاف کر دیا۔

اب سے چند سال پہلے، جنھوں نے پیارے رسولؐ کو ستایا تھا، طرح طرح کے دکھ پہنچائے تھے اور آپؐ کو اپنا پیارا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا، آپؐ نے ان سب کو معاف کردیا۔ مکّے پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ پیارے رسولؐ کعبے میں داخل ہوئے اور آپؐ نے ایک ایک کرکے تمام بتوں کو توڑ دیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہوا۔ رفتہ رفتہ سارے عرب میں اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ لوگ آسانی سے اللہ کے دین پر عمل کرنے لگے۔ آپؐ کا کام پورا ہوگیا۔ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچادیا۔ عمل کرکے دکھادیا۔ دین پھیلانے کے لیے ایک بہت بڑی جماعت تیار کردی۔ اس جماعت کا نام ''اُمَّتِ مُسلِمہ'' ہے۔ درود ہو پیارے رسولؐ پر، سلام ہو پیارے رسولؐ پر۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- مکّی اور مدنی دور کسے کہتے ہیں؟

۲- اللہ کا دین مدینے کس طرح پہنچا تھا؟

۳- پیارے رسولؐ نے مکے سے مدینے کیوں ہجرت کی؟

۴- مسلمانوں سے کافروں کی پہلی لڑائی کون سی ہے؟ اور یہ لڑائی کیوں ہوئی تھی؟

۵- جنگ اُحد میں کتنے صحابہؓ شہید ہوئے اور یہ شہادت کس وجہ سے ہوئی؟

۶- مدینے میں یہودیوں کے کتنے قبیلے آباد تھے؟ اور انھوں نے پیارے رسولؐ کے ساتھ کیا سازشیں کیں؟

۷- احزاب کی لڑائی کا دوسرا نام کیا ہے اور اس لڑائی کے اسباب کیا ہیں؟

۸- فتح مکہ کے بعد پیارے رسولؐ نے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۲- خانہ پُری کیجیے:

۱- مدینہ پہنچنے پر پیارے رسولؐ نے .... کے گھر قیام فرمایا۔

۲- پیارے رسولؐ اور حضرت ابوبکرؓ دونوں .... میں چھپ گئے۔

۳- بدر مدینے سے ....کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

۴- .... ۱۷رمضان ۲ ہجری کو واقع ہوئی۔

۵- اُحد کی لڑائی .... میں واقع ہوئی۔

۶- احزاب کی لڑائی .... میں ہوئی۔

۷- خیبر کی لڑائی میں .... مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہودی مارے گئے۔

۸- حضرت زبیرؓ بن عوّام کی والدہ کا نام .... تھا۔

۹- احزاب کی لڑائی میں حضرت .... نے خندق کھود کر لڑائی لڑنے کا مشورہ دیا۔

۴- کالم الف کو کالم ب سے ملائیے

	الف	ب
۱-	حضرت ابوبکرؓ	مدینے کے مسلمان
۲-	حضرت حمزہؓ	یہودی قبیلہ
۳-	انصار	پیارے رسولؐ کے چچا
۴-	مَرحَب	غارِ ثور کے ساتھی
۵-	بنی قینقاع	حضرت علیؓ
۶-	فاتحِ خیبر	یہودی سردار

۱۳

اُمّتِ مُسلِمہ

حضرت محمدؐ کے آخری رسولؐ ہیں۔ آپؐ کے بعد اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔ آپؐ کی نبوت رہتی دنیا تک کے لیے ہے۔ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر دین مکمل فرمادیا ہے۔ اب اس میں کسی کمی اور بیشی کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کو دین کے مکمل ہوجانے کی خوش خبری دی ہے۔ اب قیامت تک کے انسانوں کا دین اسلام ہے۔ اسلام ہی کو اپنانے میں دین دنیا کی بھلائی ہے۔ پیارے رسولؐ پورے کا پورا دین امت کو پہنچا چکے۔ خود زندگی بھر اس پر چلے اور لوگوں کو اسی دین پر چلنا سکھایا۔ آپؐ اپنا کام مکمل کر چکے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو واپس بلالیا۔

اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی دونوں کو پیدا کیا ہے۔ روشنی کے ساتھ اندھیرے کو بھی پیدا فرمایا۔ ہر زمانے میں اچھے، بُرے دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ نیکوں کے ذریعے سے دنیا میں امن، چین ہوتا ہے، نیکی کا چلن ہوجاتا ہے، لیکن بُرے لوگ پھر سر اٹھاتے ہیں، برائیاں پھیلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین کو فتنہ وفساد سے بھر دیتے ہیں۔

مگر اب رسول تو آئیں گے نہیں۔ پھر برائیاں کیسے دور ہوں گی؟ بُرے لوگ برائیوں سے کیسے باز آئیں گے؟ اللہ کی زمین سے فتنہ وفساد کیسے مٹیں گے؟ اور نیکیاں کیسے پھیلیں گی؟ اس کام کے لیے پیارے رسولؐ نے اللہ کے حکم سے نیکی پھیلانے والوں کی

ایک جماعت بنائی۔ اس جماعت کا نام اُمّتِ مُسلِمہ ہے۔ پیارے رسولؐ پر ایمان لانے والے سب اسی جماعت کے آدمی ہیں۔ اب رسولؐ کے بعد یہ ذمّے داری ہم پر آپڑی ہے کہ ہم دین کی باتیں پھیلائیں، لوگوں کو توَحید کی تعلیم دیں، رسولوں اور آخری رسول حضرت محمدؐ پر ایمان لانے کا سبق دیں، آخرت کی زندگی کا یقین پیدا کرائیں، برائیوں سے روکیں اور نیکیوں کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مسلمانوں سے کہا: ''تم بہترین امت ہو، تمھیں سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم بھلائیوں کا حکم دیتے ہو برائیوں سے روکتے ہو اور تم اللہ اور رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لاتے ہو۔ ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مسلمان وہی کام کریں جو پیارے رسولؐ نے کیا تھا۔

پیارے رسولؐ نے ہر طرح کے دکھ سہہ کر ہر طرح کی مصیبتیں جھیل کر، اس ذمے داری کو پورا کیا۔ لوگوں تک ٹھیک دین پہنچایا۔ اللہ کے راستے پر خود چل کر دکھایا، دوسروں کو چلنا سکھایا۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ آپؐ اپنا کام پورا کرکے واپس تشریف لے گئے۔ درود ہو پیارے رسولؐ پر، سلام ہو پیارے رسولؐ پر۔

آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہؓ نے دین پھیلایا، ہر طرح دین کی خدمت کی۔ دن رات لگ لپٹ کر، اللہ کے بندوں تک اللہ کا دین پہنچایا، نیکیاں پھیلائیں، برائیاں مٹائیں اور اپنی ذمّے داری پوری کرکے دنیا سے چلے گئے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ پیارے صحابہؓ کے بعد دوسرے بزرگوں اور دین کے عالموں نے اپنے اپنے زمانے میں دین کا کام کیا۔ اللہ کے بندوں کو دین سکھایا، توحید کی تعلیم دی اور اسلام کو پھیلایا۔ یہ لوگ بھی اپنی ذِمّے داری پوری کرکے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ کی رحمتیں ہوں اُن پر۔

اب اسلام کا نام لینے والے سارے مسلمانوں کو یہی کرنا ہے، ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس ذِمّے داری کو کہاں تک پورا کررہے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اسلام کو ٹھیک سمجھیں۔ خود اسلام پر چلیں اور دوسروں کو چلائیں۔ برائیاں مٹائیں،

نیکیاں پھیلائیں اور سب مل کر اللہ کے دین کو اُسی طرح قائم کرنے کی کوشش کریں، جس طرح پیارے رسولؐ اور آپؐ کے اچھے ساتھیوں نے قائم کیا اور ان کے بعد ہمیشہ اللہ کے اچھے بندے قائم کرتے رہے ہیں۔

اگر ہم نے اپنی ذِمّے داری کو پورا نہ کیا تو ہم کام چور ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر پھیر لے گا۔ ہم دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوائی ہوگی۔

اے اللہ ہم کو اپنے سچے دین پر چلا۔ ہمیں اس لائق بنا کہ ہم اسلام کی خدمت کرسکیں۔ خود نیک بنیں اور دوسروں کو نیک بنائیں۔ دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی انعام پائیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- کس کی نبوت رہتی دنیا تک کے لیے ہے؟

۲- کس دین میں کمی اور زیادتی کی گنجائش نہیں ہے؟

۳- کس کو اپنانے میں دین دنیا کی بھلائی ہے؟

۴- کس جماعت کا نام اُمّتِ مسلمہ ہے؟

۵- اُمّتِ مُسلمہ کی کیا ذمے داری ہے؟

۶- صحابہ کرامؓ نے دین کو پھیلانے کے لیے کیا کیا کیا؟

۷- اگر ہم نے اپنی ذمے داری کو پورا نہیں کیا تو کیا ہوگا؟

حدیث شریف

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ پیارے رسولؐ تمھارے لیے ہر معاملے میں ''اُسوَہ'' ہیں۔ اسوہ نمونے کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں پیارے رسولؐ کو نمونہ بنانا چاہیے۔

پیارے رسولؐ نبی ہونے کے بعد تیئیس سال تک دنیا میں رہے۔ جب تک رہے، لوگوں کو دین کی باتیں بتانے، اچھائی کی تعلیم دینے اور برے بھلے کا فرق بتانے میں لگے رہے۔ آپؐ کے عزیز رشتے دار، بیویاں، بچے اور دوسرے صحابی مرد اور عورتیں سب آپ کی باتیں دھیان سے سنتے، آپؐ کے ہر ہر کام پر نظر رکھتے جو بات سمجھ میں نہ آتی اس میں اسلام کا حکم معلوم کرتے۔ آپؐ کبھی بتاتے اور کبھی خود کر کے دکھاتے۔ لوگ ان باتوں کو یاد رکھتے، دوسروں کو بتاتے۔ کبھی آپ کوئی کام کسی خاص طریقے پر کرتے۔ کبھی کسی صحابیؓ کو کوئی کام کرتے دیکھتے تو خوش ہو کر سراہتے یا پھر منع فرماتے۔ کبھی آپؐ خود کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے۔ کبھی کسی کام سے روکتے، کبھی آپؐ قرآن شریف کے کسی حکم کو کھول کر بیان فرماتے اور کبھی کسی حکم پر عمل کرنے کا طریقہ بتاتے۔ آپؐ کے صحابہؓ ان ساری باتوں کو بڑے دھیان سے سنتے، دیکھتے اور یاد کر لیتے۔ کبھی لکھ لیتے، اور یہ بھی لکھتے کہ یہ بات ہمیں کس سے معلوم ہوئی یا کس نے پیارے رسولؐ کو ایسا کرتے دیکھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں نے

ان باتوں کو کتابوں میں لکھ لیا، اُنھی کو ''حدیث'' کہتے ہیں۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہم اسلام پر نہیں چل سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ نماز پڑھو، لیکن ہم کس طرح پڑھیں یا کتنی کتنی رکعتیں پڑھیں، یہ پیارے رسولؐ نے بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم دیا، لیکن حج کا طریقہ پیارے رسولؐ نے بتایا، اور کر کے دکھایا۔ زکوٰۃ کا حکم تو قرآن میں ہے، لیکن کتنے مال میں کتنی زکوٰۃ دیں، یہ پیارے رسولؐ نے بتایا۔ غرض یہ کہ حدیث کے بغیر ہم اسلام کے حکموں پر عمل کر ہی نہیں سکتے۔ اسی لیے ہم حدیث کو مانتے ہیں، پڑھتے ہیں اور یاد کرتے ہیں۔

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں۔ جن لوگوں نے حدیثیں یاد کر کے کتابوں میں لکھیں اور حدیث کی کتابیں مُرَتَّب کیں، انھیں محدثین کہتے ہیں۔ کچھ مشہور محدثین یہ ہیں: امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام مالکؒ، امام تِرمِذیؒ، امام ابوداوٗدؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ۔ ان کی کتابیں بہت مشہور اور مانی ہوئی ہیں۔

محدثین نے بڑی محنت سے حدیثیں جمع کی ہیں۔ ایک ایک حدیث معلوم کرنے کے لیے مہینوں سفر کیا ہے اور پھر یہ جاننے کے لیے انھوں نے اپنی زندگیاں کھپادیں کہ جن جن لوگوں نے ان حدیثوں کو بیان کیا ہے وہ کیسے تھے، ان کی زندگیاں کیسی تھیں ان کے اخلاق کیسے تھے ان کا حافظہ کیسا تھا اور ان کی سمجھ کیسی تھی؟ اللہ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان پر۔

سچی بات یہ ہے کہ محدثین کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ آج اگرچہ پیارے رسولؐ اس دنیا میں نہیں ہیں مگر آپؐ کی ایک ایک بات اور ایک ایک کام حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہے اور ہم حدیثیں پڑھ کر پیارے رسولؐ کی پوری زندگی اور آپؐ کے دن رات کے سارے کام معلوم کر سکتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' : مسلمانو! رسول اللہؐ کی زندگی تمھارے لیے ہر کام میں نمونہ ہے۔ جو کچھ تمھیں رسول دیں لے لو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔'' محدثین نے کئی لاکھ حدیثیں یاد کی تھیں۔ ہم بھی پیارے رسولؐ کی حدیثیں پڑھتے ہیں، یاد کرتے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سات حدیثیں

(۱) جس میں امانت داری نہیں، اس میں ایمان نہیں اور جس کی طہارت نہیں، اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا دین بھی نہیں۔ دین میں نماز کا وہی درجہ ہے جو جسم میں سر کا ہے۔

(۲) جس مال میں سے زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو، وہ مال تباہ و برباد ہے۔

(۳) قرآن شریف کی تلاوت پابندی سے کرو۔ یہ زمین میں تمھارے لیے روشنی ہے اور آسمان میں نیک چرچے کا سبب ہے۔

(۴) مومنوں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(۵) پہلوان وہ نہیں ہے، جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے پر قابو رکھے۔

(۶) وہ شخص مومن نہیں ہے، جو خود تو پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

(۷) مومن محبت ہی محبت ہے۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے اس سے محبت کریں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- حدیث کسے کہتے ہیں؟

۲- دینی لحاظ سے حدیث کی کیا اہمیت ہے؟

۳- کن حضرات کو مُحدِّثین کہتے ہیں اور ان کے کارنامے کیا کیا ہیں؟

۴- مشہور محدثین کے نام بتائیے۔

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں پیارے رسولؐ کو .... بنانا چاہیے۔

۲- پیارے رسول نبی ہونے کے بعد .... سال تک دنیا میں رہے۔

۳- اگر .... نہ ہوتی تو ہم اسلام پر چل نہیں سکتے تھے۔

۴- دین میں .... کا وہی درجہ ہے جو جسم میں سر کا ہے۔

۵- جس مال میں سے .... نہ نکالی گئی ہو وہ مال تباہ و برباد ہے۔

۶- مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے .... سب سے اچھے ہوں۔

کچھ اور کام

کچھ اور حدیثیں یاد کر کے درجے میں سنائیے اور اپنی ڈائری میں بھی نوٹ کر لیجیے۔

۱۵

اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

کلامِ رب کے مَطَالِب بیان کیا کرتے
صحیح کیا ہے؟ اسی فکر میں رہا کرتے
جو دل میں آتا وہ تفسیر کرلیا کرتے
خدا کے بندوں کو فتنوں میں مبتلا کرتے
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

رسولؐ، دینِ خدا کا اگر نمونہ تھے
صحابہؓ، دیکھنے والے تھے اس نمونے کے
نبیؐ کا اُسوہ نہ پاتے جو ہم صحابہؓ سے
خدا کے حکم کو پھر کس طرح ادا کرتے!
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

خدا کا شکر کہ اس نے رسولؐ کو بھیجا
رسول ہی سے صحابہؓ نے دین پایا تھا
ہو ان پہ رحمتِ پروردگار کا سایہ
نبیؐ کی بات جو محفوظ کرلیا کرتے
اگر حدیث نہ ہوتی تو آج کیا کرتے؟

(مائل خیر آبادی)

۱۶

نبیوں کے حالات

نبیوں کے حالات پڑھنے سے ہمیں بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ دین پر چلنے کا شوق اُبھرتا ہے۔ دین کی خاطر قربانیاں دینے اور دکھ سہنے کی ہمت ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کو جی چاہتا ہے۔ کچھ نبیوں کے حالات تو ہم اس سے پہلی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں، کچھ کے حالات ہم اس کتاب میں پڑھیں گے۔

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں حضرت داوٗد علیہ السلام بہت مشہور پیغمبر ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اُنھی کے صاحب زادے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی والدہ بھی بڑی نیک اور دین دار بی بی تھیں۔ وہ اپنے پیارے بیٹے کو اچھی اچھی باتیں بتاتی تھیں۔ ایک بار حضرت سلیمانؑ کو نصیحت فرمائی: ”بیٹا رات بھر نہ سوتے رہا کرو! جو آدمی ساری ساری رات سوتا ہے، قیامت کے دن اس کی نیکیاں کم ہوجانے کا ڈر ہے۔“

بچپن

حضرت سلیمانؑ بچپن ہی سے بہت سمجھ دار اور ذہین تھے۔ ایک مرتبہ ان کے والد حضرت داوٗدؑ کے پاس دو آدمی اپنا مُقدّمہ لے کر آئے۔ ایک آدمی کی بکریوں نے دوسرے آدمی کا سارا کھیت چر کر اور روند کر برباد کردیا تھا۔ حضرت داوٗدؑ نے فیصلہ سنایا کہ کھیت والا

تمام بکریاں لے لے۔ حضرت سلیمانؑ سن رہے تھے، بولے ابوجان فیصلہ تو ٹھیک ہے، مگر میری سمجھ میں یہ بات آرہی ہے کہ کھیت والا تمام بکریاں لے لے، ان کے دودھ اور اون سے فائدہ اٹھائے اور بکریوں والا پھر سے کھیت جوتے بوئے۔ جب فصل پھر ویسی ہی تیار ہوجائے تو کھیت والے کو کھیت واپس کردے اور اپنی بکریاں لے لے۔ حضرت داوٗدؑ کو اپنے ہونہار بیٹے کا یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اس کے بعد وہ اکثر مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت ان کو اپنے ساتھ رکھتے۔

حکومت

حضرت داوٗدؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو نبی بنایا اور ملک شام کی حکومت بھی عطا کی۔ ان کی حکومت صرف انسانوں ہی پر نہیں تھی بلکہ چرند، پرند، جن، حتیٰ کہ ہوا تک کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے حکم کے تابع بنادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم بھی دیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ ہوا میں اپنا تخت اُڑالے جاتے، آن کی آن میں جہاں چاہتے چلے جاتے۔ جنوں سے آپ بڑے بڑے قلعے بنواتے، سمندروں میں غوطے لگواکر موتی نکلواتے، لڑائیوں کے لیے ہتھیار بنواتے، بڑی بڑی دیگیں بنواتے اور وہ سارے کام کراتے جو انسانوں کے بس میں نہیں۔

چیونٹیوں کا میدان

ایک بار حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کے ساتھ کہیں جارہے تھے۔ لشکر میں انسان، پرند، جانور اور جنات سبھی تھے۔ چلتے چلتے ایک ایسے میدان میں پہنچے، جہاں بے شمار چیونٹیاں اپنی روزی کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہی تھیں حضرت سلیمانؑ کے لشکر کو دیکھ کر چیونٹیوں کی سردار نے کہا:

> ”اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھُس جاؤ۔ سلیمان کا لشکر آرہاہے۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمھیں روند ڈالے اور بے خبری میں انھیں خیال بھی نہ ہو کہ انھوں نے کتنی جانوں کا خون کردیا۔“

حضرت سلیمانؑ چوں کہ جانوروں کی بولی سمجھتے تھے، چیونٹی کی تقریر سن کر مسکرائے، فوراً اللہ کا شکر ادا کیا اور دعا کی: ''اے اللہ میرے ضعیف والدین پر رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ مجھ پر بھی اپنی رحمت نازل فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما کہ میں تیرا شکر گزار رہوں اور ایسے کام کروں جن سے تو خوش ہو۔''

ہُدہُد کا قِصّہ

ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے اپنی فوج کا معائنہ کیا تو ایک پرندہ ہُد ہُد غائب تھا۔ بولے ہد ہد کہاں ہے؟ آتے ہی فوراً حاضر کیا جائے۔ اگر غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بتائی تو اُسے سخت سزا دوں گا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہدہد آ پہنچا۔ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: اے اللہ کے نبی! میں ایک ایسی سچی خبر لایا ہوں، جسے آپؑ اس سے پہلے نہ جانتے تھے۔

سبا کی ملکہ

ہد ہد نے کہا کہ میں اُڑتے اُڑتے ملک سبا پہنچا۔ ملک سبا پر ایک عورت حکومت کرتی ہے۔ اللہ نے اُسے سب کچھ دے رکھا ہے۔ اس کا ایک بہت خوب صورت اور شان دار تخت ہے۔ یہ لوگ اللہ کو بھولے ہوئے ہیں، اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں اور طرح طرح کی برائیوں میں شیطان نے انھیں پھنسا رکھا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کا خط

حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کا بیان سنا تو انھیں بڑی فکر ہوئی کہ ان کے قریب ہی ملک سبا میں لوگ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو پوجتے ہیں اور اپنے پیدا کرنے والے کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ہدہد سے بولے اچھا میں جانچنا چاہتا ہوں کہ یہ خبر کہاں تک سچی ہے؟ انھوں نے سبا کی ملکہ کے نام ایک خط لکھا۔

''یہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے نام سے جو بہت بڑا رحم کرنے والا اور

بہت ہی مہربان ہے۔ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور اللہ کی فرماں بردار بندی بن کر میرے پاس آؤ۔"

سبا کی ملکہ نے خط پڑھا تو اس پر بڑا اثر ہوا۔ اپنے وزیروں اور سرداروں کو مشورے کے لیے جمع کیا، سلیمانؑ کا خط سنایا اور کہا بتاؤ کیا کیا جائے۔ وزیر خط سن کر اکڑ گئے اور بولے کہ "ڈرنے اور دبنے کی کوئی بات نہیں۔ ہمارے پاس طاقت ہے۔ آپ اشارہ فرمائیں، ہم لڑائی سے پیٹھ پھیرنے والے نہیں۔"

ملکہ نے تحفے بھیجے

سبا کی ملکہ بہت سمجھ دار عورت تھی۔ اس نے کہا لڑائی اچھی نہیں۔ بادشاہ لوگ جب کسی ملک پر چڑھائی کرتے ہیں تو ملک والے پس جاتے ہیں۔ شریف لوگوں کی مٹی پلید ہوتی ہے اور ملک تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں کچھ لوگوں کے ہاتھ کچھ تحفے بھیج کر یہ اندازہ لگاؤں گی کہ سلیمانؑ واقعی اللہ کے رسول ہیں یا دنیا کے بادشاہوں کی طرح انھیں بھی دولت اور حکومت کا لالچ ہے۔ تحفے لے کر کچھ لوگ حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچے۔ سلیمانؑ نے تحفے دیکھے تو بولے ملکہ نے میرا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ مجھے دنیا کی دولت نہیں چاہیے۔ اللہ نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لے جاؤ یہ تحفے تمھی کو مبارک۔ ملکہ سے کہنا کہ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ایک اللہ کی بندگی کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ یہ لوگ واپس ہوئے اور ملکہ کو پوری بات بتائی۔

ایک معجزہ

حالات سن کر ملکہ خود حضرت سلیمانؑ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو ملکہ کے چل پڑنے کی اطلاع دے دی۔ ادھر سے روانہ ہوئی اور ادھر حضرت سلیمانؑ نے اپنے وزیروں سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ملکہ کے یہاں آنے سے پہلے ہی اس کا شان دار تخت یہاں اٹھ کر آ جائے۔ ایک جن بولا: "آپ کے یہاں سے اُٹھنے سے پہلے ہی میں اسے حاضر کر دوں گا۔" دوسرا جن بولا: تخت لانے میں کیا دیر

لگتی ہے، پلک جھپکتے ہی آ تا ہے۔'' حضرت سلیمانؑ نے جو مڑکر دیکھا تو تخت رکھا ہوا ہے۔ بولے'' یہ سب اللہ کی عنایت ہے۔ میری کیا طاقت کہ میں اتنی سی دیر میں تخت منگوا سکوں، وہ آزمانا چاہتا ہے کہ میں اس کا شکر گزار بنتا ہوں یا اپنی طاقت پر غرور کر کے ناشکرا بنتا ہوں۔'' حضرت سلیمانؑ نے تخت میں ذراسی تبدیلی کرادی اور جب ملکہ پہنچی تو ملکہ سے پوچھا کہو یہ تمھارا تخت ہے؟ وہ بولی: '' یہ تو گویا وہی ہے۔'' سلیمانؑ نے قصہ سنایا اس پر بڑا اثر ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ یہ ضرور اللہ کے نبی ہیں۔

شیش محل

حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سے کہا، شیش محل میں چل کر آرام کیجیے۔ شیش محل میں بِلّور کا خوب صورت فرش تھا اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے صاف شفاف پانی بہہ رہا ہو۔ سبا کی ملکہ جب داخل ہونے لگی تو پائینچے اوپر کو اُٹھالیے۔ سلیمانؑ نے بتایا: ''نہیں یہ پانی نہیں ہے، یہ تو فرش ہے۔'' ملکہ حیران رہ گئی اور سوچنے لگی کہ واقعی سلیمانؑ سب کچھ پاکر بھی اللہ کو نہیں بھولے اور نہ انھیں اپنی طاقت اور دولت پر غرور ہے تو یہ ضرور اللہ کے نبی ہیں۔

ملکہ مسلمان ہوگئی

ملکہ فوراً پکار اُٹھی: ''میرے پروردگار! تجھے بھلا کر میں نے سورج کو پوجا۔ میں نے اپنے اوپر بڑا ہی ظلم کیا۔ پروردگار سب کچھ تیرے قبضے میں ہے۔ میں بھول میں تھی۔ مجھے معاف فرمادے۔ اے سارے جہانوں کے رب! میں نے سلیمانؑ کے ساتھ تیری اطاعت قبول کرلی اور مسلمان ہوگئی۔''

۲- حضرت شعیب علیہ السلام

بحرِ قُلزم کے مشرقی کنارے پر مَدیَن نامی ایک قبیلہ آباد تھا۔ اب بھی حجاز والے جب شام یا فلسطین جاتے ہیں تو ان کی بستی کے کھنڈرات راستے میں ملتے ہیں۔ وہ تجارت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کی دولت دے رکھی تھی۔ میووں سے لدے ہوئے

باغ، لہلہاتی کھیتیاں، مال و دولت، غرض عیش و آرام کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اُنھیں دے رکھی تھی۔ مگر وہ بدبخت اپنے مال و دولت پر گھمنڈ کرنے لگے، اُن کی نیتیں خراب ہوگئیں اور اللہ کو بھلا بیٹھے۔ ان میں تین بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوگئیں:

(۱) وہ اللہ کو چھوڑ کر بُتوں کو پوجنے لگے

(۲) جب دوسروں سے کچھ خریدتے تو پورا پورا تول کر لیتے اور جب دوسروں کو کچھ دیتے تو کم تولتے،

(۳) تمام معاملات میں بے ایمانی اور خیانت کرتے

آخر کار اللہ تعالیٰ کو ان کی حالت پر رحم آیا۔ اُن کو نیکی کی راہ دکھانے اور بے ایمانی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت شعیبؑ بہترین مُقرر تھے، اسی لیے لوگ ان کو ''خطیبُ الانبیا'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی قوم کو ہر طرح سمجھایا۔ اللہ کے احسانات یاد دلائے اور برائیوں کے خوفناک انجام اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔

حضرت شعیبؑ کی تقریر

بھائیو! ایک اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اللہ نے تمھیں سب کچھ دے رکھا ہے، اُس کی ناشکری نہ کرو۔ ناشکری کا عذاب بہت سخت ہے۔ لوگوں کے حق میں کمی نہ کرو۔ ہر ایک کو انصاف کے ساتھ اس کا حق ٹھیک ٹھیک پہنچاؤ اور ملک میں فتنہ و فساد کا سبب نہ بنو۔ دنیا کے ذلیل فائدے کے مقابلے میں آخرت کے ہمیشہ رہنے والے فائدے کو پیش نظر رکھو اور دنیا کے حرام مال کے لیے اپنی نیت نہ خراب کرو۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور تمھاری بھلائی کے لیے کھلی کھلی نشانیاں دی ہیں۔ دیکھو! جو کچھ میں تم سے کرنے کو کہتا ہوں، خود بھی انھی باتوں پر عمل کرتا ہوں۔ میں تو اپنے بس بھر تمھاری اصلاح چاہتا ہوں۔ میرا بھروسا اللہ پر ہے۔ وہی میرے سارے کام بنائے گا۔ دیکھو تم ضد میں آ کر اللہ کی نافرمانی پر نہ اڑ جانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ویسا ہی عذاب

اور لین دین میں بھی ایمان دار بناتی ہے۔ وہ خود ہی نیک نہیں ہوتا بلکہ دنیا کو بھی نیک بنانے کی فکر کرتا ہے۔ خود بھی اللہ کی مرضی پر چلتا ہے اور دوسروں کو بھی اللہ کی مرضی پر چلانے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ حضرت یحییٰؑ علیہ السّلام

حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں حضرت زکریاؑ ایک نبی گزرے ہیں۔ وہ جب بہت بوڑھے ہوگئے تو انھوں نے دعا کی: ''اے میرے پروردگار! میں بہت کم زور ہوگیا ہوں۔ میرے سر کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ میرے رب کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تو نے میری دعا قبول نہ کی ہو۔ مجھے اپنے بعد رہ جانے والوں سے بڑا ڈر ہے، نہ معلوم میرے بعد وہ کیا کیا خرابیاں پھیلائیں۔ اے میرے رب! میری بیوی بانجھ ہے، مجھ پر فضل فرما اور مجھے ایک ایسا بیٹا دے، جو وہی کام کرے جس کے لیے تو نے مجھے نبی بنایا۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو پکارا: ''اے زکریاؑ! ہم تمھیں بیٹے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ حضرت یحییٰؑ بہت ہی نیک اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اکثر روتے رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کے رُخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔ ایک بار جنگل میں حضرت زکریاؑ ان سے ملے بولے ''بیٹے! ہم تو تمھیں تلاش کر رہے ہیں اور تم یہاں رو رہے ہو۔'' حضرت یحییٰؑ نے کہا: ''ابّا جان! آپ ہی نے تو بتایا ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے، جو اللہ کے ڈر سے روئے بغیر طے نہیں ہوگا۔'' یہ سن کر زکریاؑ بھی رونے لگے۔ حضرت یحییٰؑ نیکوں کے سردار بہت ہی شریف اور پرہیز گار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بچپن ہی میں علم کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا اور دانائی کی باتیں بتا دی تھیں۔ وہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک تھے۔ بڑے ہی نرم دل، پاک صاف اور ماں باپ کی خدمت کرنے والے تھے۔ کبھی کوئی سختی کی

بات نہ کرتے اور کبھی ماں باپ کی نافرمانی نہ کرتے۔ وہ بڑے ہی سعادت مند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں دین دنیا کی سعادت بخشی تھی۔

نبوت

یحییٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے جب نبی بنایا، کوئی نئی کتاب نہیں دی تھی، بلکہ انھیں حکم دیا کہ توریت پر مضبوطی سے عمل کرو اور دوسروں کو بھی اسی کی ہدایت دو۔ چناں چہ حضرت یحییٰؑ لوگوں کو توریت پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور عیسیٰؑ کے آنے کی خوش خبری سناتے رہے۔

پانچ باتوں کا حکم

اللہ کے آخری نبی رسولؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو پانچ باتوں کا خصوصیت سے حکم دیا تھا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور اسرائیلیوں کو بھی بتائیں۔ حضرت یحییٰؑ نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا، جب مسجد بھر گئی تو آپ نے وعظ فرمانا شروع کیا: ''بھائیو! مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تمھیں بھی بتاؤں۔ سنو! وہ پانچ باتیں یہ ہیں:

۱- اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ شریک بنانے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے کہ ایک شخص اپنے داموں سے غلام خریدے مگر وہ غلام جو کچھ کمائے مالک کو دینے کی بجائے دوسروں کو دے دے۔ کون ایسے غلام کو پسند کرے گا؟ دیکھو اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا اور وہی تمھیں روزی دیتا ہے۔ اس لیے تمھیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

۲- نماز ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ نماز میں کسی اور طرف دھیان نہ لگاؤ۔ جب تم اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان دو گے تو وہ بھی تم پر رحمت برسائے گا۔

۳- روزہ رکھو۔ روزہ رکھنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے۔

۴- مال میں سے صدقہ دو۔ صدقہ دینے والے کی مثال یوں سمجھو، جیسے کسی شخص کو دشمن پکڑلیں اور اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر قتل کرنے کے لیے لے جارہے ہوں اور وہ مایوسی میں کہے، کیا میں مال دے دوں تو جان چھوٹ جائے گی؟

لوگ کہیں "ہاں" اور وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے اپنی ساری دولت دے دے۔

۵- دن رات اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی مثال یوں سمجھو! جیسے کوئی دشمنوں سے بھاگ رہا ہو اور وہ اس کا پیچھا کررہے ہوں اور وہ بھاگ کر کسی محفوظ قلعے میں چھپ جائے۔ اللہ کے ذکر میں مشغول ہونا شیطان کے حملوں سے قلعے میں محفوظ ہونا ہے۔"

حضرت یحییٰؑ کے خطبات نہایت موثر ہوتے اور سننے والوں کے دلوں میں اتر جاتے آپ حق بات کہنے میں نہایت بے باک تھے۔ چاہے امیر ہو یا غریب حاکم ہو یا غلام کسی کے سامنے حق بات کہنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے تھے۔ یہی بات بالآخر آپؑ کے قید و بند اور شہادت کا سبب بنی۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- نبیوں کے حالات پڑھنے سے ہمیں کیا کیا فائدے ہوتے ہیں؟

۲- حضرت سلیمانؑ کو ان کی والدہ نے کیا نصیحت فرمائی تھی؟

۳- حضرت سلیمانؑ کی حکومت انسانوں کے علاوہ اور کن کن پر تھی؟

۴- سبا کی ملکہ نے حضرت سلیمانؑ کے پاس تحفے کیوں بھیجے تھے؟

۵- وہ کون سی باتیں تھیں جنھیں دیکھ اور سمجھ کر سبا کی ملکہ نے اسلام قبول کیا؟

۶- حضرت شعیبؑ کی قوم میں کون کون سی خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں؟
۷- حضرت شعیبؑ کی قوم پر کس قسم کا عذاب نازل ہوا؟
۸- حضرت یحییٰؑ کو کن پانچ باتوں کا حکم دیا گیا تھا؟
۹- حضرت زکریاؑ نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کی تھی؟
۱۰- حضرت شعیبؑ کے قصے سے ہمیں کیا نصیحتیں ملتی ہیں؟

۲- درج ذیل جملوں میں سے صحیح جملے کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (×) کے نشان لگایئے:

۱- حضرت سلیمانؑ حضرت داوٗدؑ کے صاحب زادے تھے۔ ( )
۲- حضرت سلیمانؑ بادشاہ تھے۔ ( )
۳- حضرت شعیبؑ بہترین مقرر تھے۔ ( )
۴- حضرت شعیبؑ کی قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ ( )
۵- حضرت سلیمانؑ نے سبا کی ملکہ کا تحفہ قبول کرلیا تھا۔ ( )
۶- حضرت یحییٰؑ کو عیسائیوں نے شہید کردیا تھا۔ ( )

کچھ اور کام

مائل خیر آبادی کی کتاب ''عبرت ناک قرآنی قصے'' لائبریری سے حاصل کرکے مطالعہ کیجیے۔

خُلفاے راشدینؓ

پیارے رسولؐ کے دس صحابی ایسے تھے، جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری مل گئی تھی۔ انھیں عشرۂ مُبَشَّرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے چھے کا حال تو ہم تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ چار کے بارے میں تفصیل باقی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ، یہ چاروں بڑے مرتبے والے صحابی ہیں۔ پیارے رسولؐ کے بعد یہی لوگ آپؐ کے جانشین اور خلیفہ بنے۔ انھوں نے اسلامی سلطنت کا انتظام سنبھالا اور ایسا انتظام کیا کہ آج سیکڑوں برس گزرنے پر بھی لوگ انھیں یاد کرتے ہیں اور اس طرح کے انتظام کے لیے ترستے ہیں۔ اللہ پھر وہ دن لائے کہ ہم دنیا میں ایسا انتظام دیکھیں اور اللہ کی مخلوق امن، چین، آرام اور سکھ سے زندگی گزارے۔ ان چاروں کے مختصر حالات اِس طرح ہیں:

۱۔ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ

اِن کا نام عبداللہ تھا۔ ابوبکر کنیت تھی۔ پیارے رسول نے اُن کو صدیق کا لقب دیا تھا۔ عام طور پر وہ اس کنیت اور لقب ہی سے مشہور ہیں۔ ان کی لاڈلی بیٹی حضرت عائشہؓ پیارے رسولؐ کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں۔ ابوبکرؓ سے بھی پیارے رسولؐ کو بہت محبت تھی۔ حضرت ابوبکرؓ تھے بھی بہت نیک اور بڑی خوبیوں والے

کون سی برائی تھی جو مکے میں نہ تھی، لوگ شرابیں پیتے، جوا کھیلتے، بے شرمی اور بے حیائی کی باتیں کرتے تھے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کبھی کسی برائی کے پاس بھی نہ پھٹکے۔ بچپن

ہی سے نیک، نرم مزاج اور سچے تھے۔ غریبوں، بیواؤں کا خیال کرتے تھے، بے کسوں کی مدد کرتے تھے اور ہر ایک کے کام آتے تھے۔ پیارے رسولؐ سے بچپن ہی سے آپؓ کی گہری دوستی تھی۔ اسلام سے پہلے پیارے رسولؐ کے ساتھ آپؓ نے تجارتی سفر بھی کیے۔ پیارے رسولؐ کو جب اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی آپؐ پر ایمان لائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ مکے کے ایک کھاتے پیتے شریف گھرانے کے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں سب کچھ دے رکھا تھا۔ بہت بڑا کاروبار تھا، مگر ایمان لانے کے بعد اُن کا زیادہ وقت اسلام کی باتیں پھیلانے میں گزرنے لگا۔ جہاں موقع پاتے اللہ کا دین پہنچانے کا کام کرتے۔ اس کام میں آپ نے بھی جان و مال کی پروا نہ کی۔ کافروں نے آپؓ کو طرح طرح کے دُکھ دیے، مگر آپؓ خوشی خوشی سب کچھ سہتے رہے اور اللہ کا دین پہنچاتے رہے۔

رسولؐ سے محبت

پیارے رسولؐ سے آپؓ کو بہت محبت تھی۔ حضورؐ بھی آپؓ کو بہت چاہتے تھے۔ شروع زمانے میں ایک مرتبہ خانۂ کعبہ میں کھڑے ہوکر اسلام پر وعظ فرما رہے تھے کہ کافروں نے آکر گھیر لیا اور اتنا مارا کہ آپؓ بے ہوش ہوگئے۔ گھر کے لوگوں کو خبر ہوئی تو آکر اٹھا لے گئے۔ دیر تک بے ہوش رہے۔ ماں سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں۔ جب ہوش آیا تو ماں نے حال پوچھا، بولے پہلے یہ بتاؤ کہ پیارے رسولؐ کا کیا حال ہے؟ جب تک ان کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کوششوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے جن میں حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ یہ پانچ تو عشرۂ مبشرہ ہی میں سے ہیں۔ مکّے میں جو غلام، مسلمان

ہوجاتے تھے، ان پر ان کے آقا طرح طرح سے ظلم کرتے اور بُری طرح ستاتے تھے۔ آپ نے بھاری رقمیں دے کر بہتوں کو اس ظلم سے چھڑایا۔

ہجرت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ان کوششوں کو دیکھ کر کافر لوگ سب سے زیادہ آپؓ کو ستاتے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے پیارے رسولؐ سے مدینے جانے کی اجازت چاہی، لیکن آپؐ نے فرمایا: جلدی نہ کرو۔ جب سارے جہاں کے سردار حضرت محمدؐ کو ہجرت کا حکم ملا تو حضرت ابوبکرؓ کو آپؐ نے ساتھ لیا۔ اس طرح ہجرت کے مبارک سفر میں آپؓ پیارے رسولؐ کے ساتھ رہے۔ مدینے پہنچ کر بھی آپؓ دین کے کاموں میں سب سے آگے آگے رہے۔ جب کافروں سے جنگ کا سلسلہ چھڑا تو آپؓ سب جنگوں میں بڑی بہادری سے شریک ہوئے اور ڈٹ کر کافروں کا مقابلہ کیا۔

خلافت

پیارے رسولؐ نے اپنی بیماری کے زمانے میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ ہی کو اپنی جگہ امام بنایا تھا۔ اس لیے مسلمانوں نے پیارے رسولؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی کو اپنا خلیفہ چنا۔ خلیفہ ہونے کے بعد دن رات آپؓ رعایا کی خدمت میں لگے رہتے۔ سادہ زندگی گزارتے، سب کے آرام اور چین کی سوچتے اور اسلام کو پھیلانے کی برابر فکر رکھتے۔ آپؓ کی خلافت دو سال تین مہینے اور دس دن تک رہی۔ لیکن ان تھوڑے ہی دنوں میں آپؓ نے اللہ کی مخلوق کو وہ آرام اور سکھ پہنچایا کہ دُنیا آج تک اس آرام اور سکھ کے لیے ترستی ہے۔

آپؓ کی زندگی

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہونے سے پہلے تجارت کیا کرتے تھے۔ لیکن جب خلافت کی ذِمّے داریاں آپؓ پر آپڑیں تو بعض بڑے بڑے صحابہؓ نے بیت المال سے آپؓ کے لیے وظیفہ مقرر فرمادیا اور آپؓ وظیفے کی تھوڑی سی رقم میں گزارا فرماتے تھے۔ نہایت سادہ

رہتے تھے۔ موٹا جھوٹا پہنتے، سادہ کھاتے اور دن رات اللہ کی عبادت میں لگے رہتے تھے۔ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ قرآن شریف پڑھنے کا تو آپؓ کو بہت ہی شوق تھا مکے میں آپؓ کا قرآن سن سن کر بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے تھے۔ نماز میں قرآن شریف پڑھتے پڑھتے رونے لگتے اور ہچکی بندھ جاتی۔

۲۱/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ ہجری کو حضرت ابو بکرؓ نے انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت تریسٹھ سال کی عمر تھی۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے اور رسولؐ کریم کے پہلو میں آپؓ کی تدفین ہوئی۔

اللہ ہمیں بھی ان کے پیچھے چلائے اور جنت نصیب کرے۔ آمین۔

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمرؓ پیارے رسولؐ کے بہت قریبی رشتے دار تھے۔ آپؓ کی پیاری بیٹی حضرت حفصہؓ پیارے رسولؐ کو بیاہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے والد کا نام خطّاب تھا۔ آپ کا خاندان عرب میں بہت اونچا اور شریف سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ بہت بہادر، دلیر اور نڈر تھے۔ مکے والوں پر اُن کا بڑا اثر تھا۔ وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ورزش، کشتی، گھوڑے کی سواری اور تیر تلوار چلانے میں بہت مشہور تھے۔ عرب میں آپؓ کی بہادری کا بہت چرچا تھا۔

مسلمان ہونا

حضرت عمرؓ اسلام میں آنے سے پہلے پیارے رسولؐ اور مسلمانوں کے کٹّر دشمن تھے۔ پیارے رسولؐ نے آپؓ کے لیے دعا فرمائی اور اللہ نے آپؓ کو ایمان کی دولت سے مالا مال کردیا۔ ایک مرتبہ ہوا یوں کہ دشمنی کے جوش میں (توبہ! توبہ!) وہ پیارے رسولؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہؓ مسلمان ہوچکی تھیں۔ پہلے ان کے یہاں پہنچے۔ اتفاق سے وہاں قرآن شریف کی چند آیتیں سنیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایسا دل پھیر دیا کہ فوراً پیارے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے۔

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے پیارے رسولؐ اور صحابہؓ کو بہت خوشی ہوئی۔ اب مسلمان خانۂ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے اور کھلے بندوں اللہ کی عبادت ہونے لگی۔

ہجرت

نبوت کے تیرھویں سال جب مدینے کی ہجرت کا عام حکم ہوا تو مسلمان چھپ چھپا کر، ڈرتے ڈرتے مدینے جاتے تھے۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کی ٹھانی تو آپؓ نے کچھ سامان لیا، کمر میں تلوار لٹکائی اور تیر و کمان لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں اعلان کرتے جاتے تھے کہ جن کو اپنے بچے یتیم کرانے ہوں، جن کو اپنی بیویاں بیوہ کرانی ہوں وہ عمر کے مقابلے میں آئیں۔ بھلا کس کی مجال تھی کہ ان کے مقابلے میں آتا۔

برائی سے نفرت

حضرت عمر فاروقؓ کو برائی سے سخت نفرت تھی۔ کسی کو برائی کرتے ہوئے گناہ کے کام دیکھ کر وہ بے تاب ہوجاتے تھے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''شیطان تو عمر کے سایے سے بھاگتا ہے۔'' اسی لیے پیارے رسولؐ نے ان کو فاروق کا لقب دیا تھا۔ فاروق کے معنی ہیں نیکی اور بدی کو بالکل الگ الگ کردینے والا۔ نیکیاں پھیلانا اور برائیوں کو مٹانا حضرت عمر فاروقؓ کا پسندیدہ کام تھا۔

خِلافَت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کی رائے سے خلیفہ بنائے گئے۔ اُن کی خلافت کا زمانہ رہتی دنیا تک کے لیے نمونے کا زمانہ ہے۔ خلیفہ ہونے کے بعد انھوں نے خطبہ دیا اور دعا فرمائی: ''اے اللہ میں سخت مزاج ہوں، مجھے نرم مزاج بنادے۔ مجھے اپنی پیاری کتاب قرآن شریف کی سمجھ دے۔'' اللہ تعالیٰ نے اُن کی سن لی اور وہ بڑے ہی نرم مزاج اور رحم دل ہوگئے۔ ہر ایک کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو بے چین ہوجاتے۔ راتوں میں بھیس بدل کر گشت لگاتے اور لوگوں

کے حالات معلوم کر کے اُنھیں آرام پہنچاتے تھے۔ فرماتے تھے: ''قوم کا سردار ان کا خادم ہے۔'' حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہر طرف امن و امان اور عیش و آرام تھا۔ امیر و غریب سب سکھی تھے۔ انصاف کا یہ عالم تھا کہ اپنا پرایا، امیر غریب، چھوٹا بڑا ہر ایک آپ کی نظر میں برابر تھا۔ اسی کے ساتھ ساتھ آپؓ کے رعب داب کا یہ حال تھا کہ بڑی بڑی حکومتیں آپؓ کا نام سن کر کانپتی تھیں۔ بڑے بڑے بہادر سردار آپؓ کے سامنے بولتے ہوئے تھرّاتے تھے۔ کیا مجال کہ کوئی دم مار سکے۔

انتظام

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اسلامی سلطنت پھیلتی چلی گئی اور تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے ملک اسلامی سلطنت میں شامل ہوگئے۔ شام، عراق، مصر، فارس، خراسان، سب جگہ اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔ بڑے سلیقے سے آپ نے ملک کا انتظام کیا۔ ملک کی ترقی کے لیے آپؓ نے بہت بڑے بڑے کام کیے۔ عدالتیں قائم کیں۔ فیصلے کے لیے قاضی مقرر کیے۔ فوج اور پولیس کے زبردست محکمے قائم کیے۔ قلعے تعمیر کرائے۔ یتیموں، بیواؤں اور لاوارثوں کی پرورش کا انتظام کیا۔ جگہ جگہ چھوٹے بڑے، مدرسے قائم کیے۔ استادوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ کم زور غیر مسلموں تک کے لیے بیت المال سے وظیفے مقرر کیے۔ آب پاشی کے لیے نہریں کھدوائیں اور جگہ جگہ تالاب بنوائے۔

حضرت عمر فاروقؓ ہی کے زمانے میں تراویح کی نماز جماعت سے قائم ہوئی اور اسلامی خلیفہ کے لیے ''امیر المومنین'' کا لقب پسند کیا گیا۔ پانچ نئے شہر بصرہ، کوفہ، فِسطَاط، مُوصِل اور جِیزَہ نہایت خوب صورتی اور سلیقے سے آباد کیے گئے۔ بیت المال کا باقاعدہ انتظام ہوا۔ مختلف راستوں اور شہروں میں آپؓ نے مسافر خانے بنوائے اور کنویں کھدوائے۔ غرض ایسا بہترین انتظام کیا کہ سلطنت جنت کا نمونہ بن گئی۔ آج تک لوگ اس مبارک زمانے کو یاد کرتے ہیں۔

پاکیزہ زندگی

حضرت عمرؓ کی زندگی انتہائی پاکیزہ تھی، بہت سادگی کے ساتھ رہتے تھے۔ پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ معمولی کھانا کھاتے۔ سب کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ ساتھیوں کے دکھ درد کا خیال رکھتے تھے۔ کثرت سے نمازیں پڑھتے۔ ہر دم اللہ سے ڈرتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی قرآن شریف پڑھتے پڑھتے اتنا روتے کہ آنکھیں سوج جاتیں۔

قرآنِ شریف کی مجلس

حضرت عمرؓ نے قرآن شریف کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ایک مجلس قائم کی تھی۔ اس مجلس میں بڑے بڑے سمجھ دار صحابہؓ شریک ہوتے تھے، جو قرآن شریف کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے تھے، سوچ بچار کرتے تھے اور آپس کی کوششوں سے لوگوں میں قرآن سمجھنے کا شوق اُبھارتے تھے۔

شہادت

مدینے میں فیروز نامی ایک بدبخت پارسی غلام رہتا تھا۔ اس کو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے ایک معمولی شکایت ہوگئی تھی۔ وہ ظالم ان کی گھات میں لگ گیا۔ ایک دن جب وہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے مصلّے پر کھڑے ہوئے تو بدبخت نے زہر آلود خنجر سے اُن پر چھے وار کیے۔ انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کیا اور خود زخموں کے صدمے سے گر پڑے۔ فیروز بھاگ گیا اور اس نے خودکشی کرلی۔ زخمی ہونے کے بعد تیسرے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو حضرت عمرؓ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت صُہَیب رومیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پیارے رسولؐ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رضی اللہ عنہٗ

۳۔ حضرت عثمان غنیؓ

حضرت عثمانِ غنی کا نام عثمانؓ اور اُن کے والد کا نام عفّان تھا۔ وہ عرب کے شریف

اور باعزت خاندان سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت دولت دے رکھی تھی۔ اسلام لانے کے بعد اپنی دولت سے انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت خدمت کی۔

لقب

حضرت عثمانؓ کا لقب ذُوالنّوٗرَین تھا۔ ذُوالنّورَین کے معنیٰ دو نور والے کے ہوتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد پیارے رسولؐ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت رقیہؓ سے اُن کا نکاح کردیا تھا۔ لیکن اللہ کا کرنا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مدینے جاکر حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت عثمانؓ کو بہت صدمہ ہوا۔ بیوی کی جدائی کا غم تو تھا ہی، پیارے رسولؐ سے اس رشتے کے ٹوٹ جانے کا سخت افسوس بھی تھا۔ پیارے رسولؐ نے تسلی دی اور اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؓ کا ان سے نکاح کردیا۔ اسی لیے لقب ذُوالنّوٗرَین ہے۔

ہجرت

حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کیں۔ پہلے حبشہ گئے، لیکن چند دن بعد واپس آگئے اور پھر مدینے کو ہجرت فرماکر وہیں رہنے لگے۔ مدینے میں جب اسلامی لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا تو وہ تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ صرف بدر کی لڑائی میں حضرت رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے، جس کا انھیں افسوس رہا۔

خِلافت

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے، مسلمانوں کی رائے سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور ہر طرف نیکی اور بھلائی کا چرچا تھا۔ بیت المال میں بہت ترقی ہوئی۔ ان دنوں مسلمان کافی خوش حال تھے۔

مسجدِ نبوی کی توسیع

مسلمانوں کی تعداد جب زیادہ ہوگئی اور وہ مسجدِ نبوی میں سما نہیں سکتے تھے تو حضرت عثمانؓ

نے آس پاس کی زمینیں خرید کر مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کرائی۔ نہایت شان دار اور کشادہ پختہ عمارت بنوائی۔ جگہ جگہ مسافر خانے بنوائے۔ مسجدیں بنوائیں، سرکاری دفاتر اور سرکاری عمارتیں بنوائیں، پل اور سڑکیں بنوائیں۔ خیبر کی طرف سے ہمیشہ سیلاب کا خطرہ رہتا تھا۔ اسے روکنے کے لیے مضبوط بند بندھوایا۔

قرآن کی اشاعت

سب سے زیادہ خیال حضرت عثمانؓ کو اسلام پھیلانے کا تھا۔ وہ خود لوگوں کے پاس پہنچتے اور انھیں اسلام کی خوبیاں بتاتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ ان کے زمانے میں اسلامی سلطنت دور دور تک پھیل گئی اور بہت سے ایسے لوگ مسلمان ہوئے جو عرب نہ تھے۔ قرآن شریف یوں تو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے ہی میں ایک جلد میں جمع کر لیا گیا تھا، لیکن پڑھنے کا کوئی ایک طریقہ نہ تھا۔ ہر قبیلے کے لوگ اپنے اپنے لہجے کے مطابق پڑھتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے بڑے بڑے صحابہؓ کے مشورے سے قرآن شریف پڑھنے کا ایک طریقہ مقرر کیا اور اسے قرأت قریش میں لکھوا کر ملک بھر میں پھیلایا۔ تاکہ سارے لوگ ایک قرأت میں ایک ہی طریقے سے قرآن شریف پڑھیں۔

سادہ زندگی

حضرت عثمانؓ بچپن ہی سے بہت نیک، سچے اور پاک و صاف آدمی تھے۔ بہت ہی شرمیلے اور حیادار تھے۔ بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ نیک لوگوں سے میل جول رکھتے۔ حضرت ابوبکرؓ سے ان کی خوب بنتی تھی۔ انھی کے سمجھانے بجھانے سے اسلام ان کی سمجھ میں آیا اور وہ سچے دل سے مسلمان ہوگئے۔

ایمان لانے سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ بڑی شان و شوکت اور ٹھاٹھ سے رہتے تھے مگر پیارے رسولؐ پر ایمان لاتے ہی ہر طرح کا عیش و آرام چھوڑ دیا۔ غریبوں کی سی زندگی گزارنے لگے۔ وہ عرب کے سب سے بڑے تاجر تھے۔ خدا نے سب کچھ دے رکھا تھا۔ سیکڑوں نوکر چاکر تھے، لیکن ہمیشہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اپنے خاندان والوں

کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور غریبوں محتاجوں کی ہر طرح امداد کرتے تھے۔ سخاوت اور خیرات سے اُن کو خصوصی دلچسپی تھی۔ ایک دفعہ عرب میں بڑا زبردست قحط پڑا۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ انھی دنوں دو سو اونٹوں کا غلّے سے لدا ہوا حضرت عثمان غنیؓ کا ایک تجارتی قافلہ باہر سے آیا۔ سوداگر دوڑے ہوئے آئے اور زیادہ سے زیادہ قیمت دینی چاہی مگر انھوں نے فرمایا کہ میں تو یہ مال اس کے ہاتھ بیچوں گا، جو سب سے زیادہ نفع دینے کا وعدہ فرماتا ہے اور جس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔ چنانچہ انھوں نے سارا غلّہ غریبوں اور محتاجوں میں بانٹ دیا۔

حضرت عثمان ذی النورینؓ بڑے ہی حیادار اور شرمیلے تھے۔ بند کمرے میں بھی تہ بند باندھ کر نہاتے تھے۔ پیارے رسولؐ فرماتے تھے۔ ''عثمانؓ سے تو فرشتے بھی شرماتے ہیں۔''

شہادت

خلافت کے بعد چھ سال تک ملک میں بڑا امن و امان رہا، لیکن اس کے بعد ملک میں ہر طرف بغاوتیں اور سازشیں پھیلنی شروع ہوگئیں۔ کچھ لوگ حضرت عثمانؓ جیسے نیک دل بزرگ کے دشمن ہوگئے۔ اگر وہ چاہتے تو ایک اشارے میں باغیوں کا سر کچلوا دیتے، لیکن انھوں نے مسلمانوں کا خون بہانا پسند نہ کیا۔ آخرکار ایک دن باغیوں نے گھر کو گھیر لیا اور دیوار پھاند کر گھر میں گھس گئے۔ جمعے کا دن اور عصر کا وقت تھا۔ حضرت عثمانؓ بیٹھے قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ باغیوں نے کئی وار کیے۔ اس وقت وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے: فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (تمھاری مدد کے لیے اللّٰہ کافی ہے۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے) خون کے چھینٹے قرآن شریف پر گرے اور وہ شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت عثمان غنیؓ بارہ سال تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔ رضی اللّٰہ عنہ۔

۴۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللّٰہ عنہ

علیؓ نام، ابوتراب کنیت اور حیدر لقب ہے۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام حضرت فاطمہؓ اور والد محترم کا نام ابوطالب ہے۔ ابوطالب پیارے رسولؐ کے حقیقی چچا تھے۔ عبدالمُطّلِب

کے انتقال کے بعد ابوطالب ہی نے پیارے رسولؐ کی پرورش فرمائی اور سخت سے سخت حالات میں بھی آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ ابو طالب کی زندگی میں کافر آپؐ کو ستاتے ہوئے جھجکتے تھے۔ حضرت علیؓ کی والدہ حضرت فاطمہؓ مسلمان ہوگئی تھیں اور مدینے کو ہجرت بھی فرمائی تھی۔ وہیں انتقال ہوا۔ کفن میں پیارے رسولؐ نے اُن کو اپنی قمیص بھی دی تھی۔

حضرت علیؓ بچپن ہی سے پیارے رسولؐ کی پرورش میں رہے۔ پیارے رسولؐ کو آپؓ سے انتہائی محبت تھی اور حضرت علیؓ بھی دل و جان سے حضورؐ کی خدمت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں ان کو ایمان کی دولت بخش دی تھی۔ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ ہی تھے۔

ہجرت

مسلمانوں کو جب مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا، تو سبھی خاص خاص لوگ ہجرت کر گئے۔ صرف پیارے رسولؐ، ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ رہ گئے تھے۔ پیارے رسولؐ کو جب ہجرت کا حکم ملا تو کافروں نے اس رات قتل کے ارادے سے آپؐ کے مکان کو گھیر لیا۔ آپؐ نے اپنی جگہ حضرت علیؓ کو لٹایا اور خود حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہوگئے۔

مکّے کے کافر، پیارے رسولؐ کے جانی دشمن ہوتے ہوئے بھی، اپنی امانتیں آپؐ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ کیوں کہ انھیں آپؐ کی امانت داری پر پورا یقین تھا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ اس لیے چھوڑا تھا کہ وہ سب کی امانتیں دے کر مدینے پہنچیں۔ حضرت علیؓ اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے پیارے رسولؐ کی جگہ چادر تان کر لیٹ گئے اور پھر سب کی امانتیں دے کر دو تین روز کے بعد مدینے کو روانہ ہوئے۔

لڑائیاں

مدینے پہنچ کر اسلامی لڑائیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا، ان سب میں حضرت علیؓ برابر شریک رہے۔ غزوۂ بدر کے موقعے پر جب کافروں کی طرف سے ولید اور شیبہ مسلمانوں کو

للکارتے ہوئے نکلے تو حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر دونوں کو جہنّم رسید کردیا۔ قلعۂ خیبر کی فتح حضرت علیؓ کا مشہور کارنامہ ہے۔ دوسری لڑائیوں میں بھی انھوں نے اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔

نکاح

غزوۂ بدر کے بعد پیارے رسولؐ نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کردیا۔ پیارے رسولؐ نے خود ہی نکاح پڑھایا۔

غزوۂ تبوک

۹ھ ہجری میں جب پیارے رسولؐ غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے؛ تو آپؐ نے گھر والوں کی حفاظت کے لیے حضرت علیؓ کو مدینے میں چھوڑا، اور فرمایا: ''علیؓ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ۔''

خلافت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مہاجرین اور انصار نے حضرت علیؓ سے خلافت کے قبول کرنے کے لیے اصرار کیا اور ۲۱/ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو دوشنبے کے دن مسجدِ نبوی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ تقریباً پانچ سال تک رہا۔ خلافت کا پورا زمانہ فتنوں خانہ جنگیوں اور اندرونی جھگڑوں میں گزرا۔ مسلمانوں کی آپس میں جنگیں ہوئیں اور ان میں بہت سے مسلمان مارے گئے۔ حضرت علیؓ نے ان لڑائیوں کو دبانے کے لیے بہت کوشش کی، لیکن یہ آگ دب نہ سکی۔

مُفلِسَانہ زندگی

حضرت علیؓ نے شروع ہی سے غُربت کی زندگی گزاری تھی۔ دنیا کی دولت کی طرف کبھی توجّہ نہ کی۔ ہمیشہ محنت مزدوری کرتے، گھر کے چھوٹے سے چھوٹے کام خود ہی کرلیا

کرتے تھے۔ گھر میں پانی خود ہی بھرتے اور سودا سُلف خود ہی لاتے۔ اور اُن کی بیوی حضرت فاطمہؓ اپنے ہاتھ سے چکّی پیستیں، گھر کا کام کاج کرتیں، سادہ رہتیں اور موٹا جھوٹا پہنتیں اور کبھی کبھی تو کئی وقت کا فاقہ ہوجاتا۔ خود فاقے سے رہتے اور مانگنے والے کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔

شہادت

دنیا نے اس نیکی کے پتلے کو بھی آرام سے نہ رہنے دیا۔ بدبختوں نے ان کی جان لینے کی ٹھان لی۔ فجر کی نماز میں سجدے میں رب کے حضور سر رکھے ہوئے تھے کہ بدبخت ابن مُلجم نے تلوار کا ایک کاری زخم لگایا۔ ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کرلیا۔ چوں کہ تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی، اس لیے تمام جسم میں زہر پھیل گیا۔ ۲۰ر رمضان ۴۰ھ ہجری کو جمعے کی شب میں ہمیشہ کے لیے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیه رَاجِعُوْنَ۔ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

حضرت علیؓ کی چند خوبیاں

۱- پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''علیؓ میرے لیے ایسے ہیں، جیسے حضرت موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ۔''

۲- خیبر کی فتح کا جھنڈا پیارے رسولؐ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دیا اور اللہ نے فتح نصیب فرمائی۔

۳- جب مدینے میں انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ ہوا تو حضرت علیؓ نے پیارے رسولؐ سے کہا: ''آپؐ نے کسی کو میرا بھائی نہ بنایا؟'' پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔''

۴- ہجرت کے وقت پیارے رسولؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کیں۔

۵- بدر کی لڑائی میں حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ سے بہت سے کافر جہنّم رسید ہوئے اور اللہ نے اسلام کو عزت دی۔

۶- مکّے کے کافروں کو سورۂ توبہ سنانے کے لیے پیارے رسولؐ نے حضرت علیؓ کو مقرر فرمایا تھا۔

۷- انتقال کے بعد پیارے رسولؐ کو حضرت علی مرتضیٰؓ ہی نے غسل دیا تھا۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- خلفائے راشدینؓ کے نام بتائیے۔

۲- حضرت ابوبکرؓ اسلام لانے سے پہلے کیسے تھے؟

۳- حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں سے کس کس نے اسلام قبول کیا؟

۴- حضرت ابوبکرؓ صدّیق کی زندگی کیسی تھی؟

۵- حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کیجیے

۶- پیارے رسولؐ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب کیوں دیا؟

۷- حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں کیا کیا انتظامات کیے؟

۸- قرآن کی اشاعت کس کے عہد خلافت میں ہوئی؟

۹- حضرت علیؓ کی شہادت کیسے ہوئی؟

۱۰- حضرت علیؓ کی زندگی کیسی تھی؟

۲- خالی جگہیں پر کیجیے:

۱- حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی، پیارے رسول نے آپؓ کو .... کا لقب دیا تھا۔

۲- پیارے رسولؐ کو جب اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملا تو حضرت .... کو آپؐ نے ساتھ لیا۔

۳- ۲۱ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو حضرت .... نے انتقال فرمایا۔
۴- حضرت عمرؓ کے زمانے میں .... کی نماز جماعت سے قائم ہوئی۔
۵- یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو حضرت .... نے انتقال فرمایا۔
۶- علی تم میرے لیے ایسے ہو جیسے .... موسیٰؑ کے لیے۔
۷- حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ تقریباً .... تک رہا۔
۸- انتقال کے بعد پیارے رسولؐ کو حضرت .... نے غسل دیا تھا۔

۳- کس نے کہا لکھیے:
۱- شیطان تو عمرؓ کے سایے سے بھاگتا ہے۔ ☐
۲- اے اللہ میں سخت مزاج ہوں، مجھے نرم مزاج بنادے
اور مجھے اپنی پیاری کتاب قرآن شریف کی سمجھ دے۔ ☐
۳- عثمانؓ سے تو فرشتے بھی شرماتے ہیں۔ ☐
۴- تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔ ☐

۴- مناسب جوڑے بنائیے:

۱- حضرت عثمانؓ	فیروز نامی پارسی غلام نے شہید کیا۔
۲- حضرت عمر فاروقؓ	ذوالنُورَین
۳- حضرت علیؓ	قرآن شریف ایک جلد میں جمع کرلیا گیا تھا۔
۴- حضرت ابوبکر صدیقؓ	ابن مُلجم نے شہید کیا۔

کچھ اور کام

۵- مائل خیرآبادی کی کتاب ''پیارے خلیفہ'' لائبریری سے حاصل کر کے مطالعہ کیجیے۔

چار امام

ہر شخص کے پاس اتنی سمجھ بوجھ تو ہوتی نہیں کہ خود قرآن مجید اور حدیث شریف سے ہر بات کا حکم معلوم کرلے، اس لیے دین کا گہرا علم رکھنے والے بعض عالموں نے بڑی محنت سے قرآن اور حدیث سے سمجھ سمجھ کر بہت سے احکام ایک جگہ جمع کر دیے۔ حلال و حرام کے ان مسائل اور احکام کے مجموعے کو "فقہ" کہتے ہیں اور ان عالموں کو فُقَہا یا ائمہ کہتے ہیں۔ شروع شروع میں تو بہت سی فقہیں تھیں، لیکن اب صرف چار اماموں کی فقہیں پائی جاتیں ہیں۔ ان اماموں کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے۔ انھی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج ہم آسانی سے اسلام کا ہر حکم معلوم کر لیتے ہیں۔ ان اماموں کے نام یہ ہیں: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ اب ہم ان کے کچھ حالات لکھتے ہیں:

۱- امام ابوحنیفہؒ

ان کا نام نعمان بن ثابتؒ، ابوحنیفہ کنیت اور امام اعظمؒ لقب ہے۔ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کوفہ ان کا وطن ہے۔ کوفہ اس زمانے میں علم دین کا بہت بڑا مرکز تھا۔ پیارے رسولؐ کے بعد علم دین کے تین مشہور مرکز تھے: مکّہ، مدینہ اور کوفہ۔ مکّے میں علمائے دین کے سردار حضرت عبداللہ بن عباسؓ مانے جاتے تھے، مدینے میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور کوفے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ علمائے دین کے سردار تھے۔ امام احمدؒ نے امام سُفیانؒ کا قول نقل کیا ہے کہ "حج کے احکام کے لیے مکّہ، قرأت کے لیے مدینہ اور حلال و حرام کے

مسائل کے لیے کوفہ مرکز ہے۔'' کوفے میں سیکڑوں صحابہؓ اپنے وقت میں موجود رہے اور ان کے بعد بھی بڑے بڑے علما اور فقُہا کا یہ مرکز رہا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ بڑے سمجھ دار، نہایت ذہین اور علم دوست آدمی تھے۔ انتہائی نیک، خدا ترس اور پرہیز گار تھے۔ ہمیشہ کام کی بات کرتے تھے۔ کبھی بے کار کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ استادوں کا بڑا ادب کرتے تھے۔ دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ اکثر عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ نماز میں پہروں تک یک سوئی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور روتے تھے۔ بڑے دیانت دار اور سچے آدمی تھے۔ وقت کے امیروں اور حاکموں کے پاس کبھی نہیں جاتے تھے۔ اللہ نے دولت خوب دے رکھی تھی، مگر انھوں نے کبھی دولت سے محبت نہ کی اپنی دولت علم پھیلانے اور طلبہ کی ضروریات پوری کرنے پر بے دریغ صرف فرماتے تھے۔ اللہ نے ان کو دین کا بڑا گہرا اور وسیع علم بخشا تھا۔ دُور دراز ملکوں سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، علم سیکھتے اور دین کے احکام معلوم کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تو سیکڑوں ہیں، لیکن یہ چند بہت مشہور ہیں:

امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زُفرؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، لَیث بن سَعدؒ، فضیل بن عیاضؒ اور داؤد طائیؒ۔

حضرت امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے: ''علم فقہ میں تو سب لوگ امام ابوحنیفہؒ کے بچے ہیں۔'' انھی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص فِقہ سمجھنا چاہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں سے تعلق پیدا کرے۔ امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ میں کسی ایسے عالم سے نہیں ملا، جو امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ علم رکھتا ہو اور اُن سے بہتر نماز پڑھتا ہو۔

ایک بار خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہؒ کو قاضی بنانا چاہا۔ انھوں نے فرمایا: میں اس لائق نہیں ہوں۔'' خلیفہ نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: ''اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو جھوٹا آدمی کیسے قاضی بن سکتا ہے اور اگر سچ کہتا ہوں تب بھی نہیں

بن سکتا۔'' منصور چپ ہوگیا، لیکن ان کو جیل خانے میں بند کرادیا۔ جیل خانے میں بھی وہ دین کا علم پھیلاتے رہے۔ آخر کار قید خانے ہی میں ان کو زہر دیا گیا اور ستر سال کی عمر میں اسی زہر کے اثر سے ۱۵۰ھ ہجری میں شہادت پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ امام ابو حنیفہؒ کے جنازے میں پچاس ہزار لوگ شریک تھے۔ ان کی قبر بغداد میں ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ دی تھی۔ وہ بڑے بڑے مسئلوں کو آسانی سے حل کر لیتے تھے اور نہایت سمجھ داری سے جواب سوچ لیتے تھے۔ ایک بار کچھ لوگ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے ایک سانپ نکلا اور ایک شخص کے اوپر چڑھ گیا۔ اس نے گھبرا کر پھینکا تو وہ دوسرے پر جا گرا، اس نے گھبرا کر پھینکا وہ تیسرے پر جا گرا، تیسرے نے جو گھبرا کر پھینکا تو چوتھے پر گرا، چوتھے کو سانپ نے کاٹ لیا اور وہ مر گیا۔ لوگ حیران تھے کہ اس شخص کی موت کا الزام کس پر آئے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا پہلے شخص نے جب دوسرے پر سانپ کو پھینکا اور وہ بچ گیا تو پہلے پر کوئی الزام نہیں، اسی طرح دوسرے پر کوئی الزام نہیں، تیسرے شخص نے جب پھینکا تو وہ چوتھے پر گرا۔ اب یہ دیکھا جائے کہ گرتے ہی سانپ نے ڈس لیا یا کچھ دیر کے بعد۔ اگر گرتے ہی ڈسا ہے تب تو یہ تیسرا شخص مجرم ہے اور اگر کچھ دیر کے بعد ڈسا ہے تو چوتھے شخص کی خود اپنی غفلت ہے اور کسی پر کوئی الزام نہیں ہے۔ سب نے امام صاحب کی بات بہت پسند کی اور بہت خوش ہوئے۔

۲- امام مالکؒ

حضرت امام مالکؒ مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔ اس لیے امامِ دارُ الہجرت کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ سنتِ رسولؐ کے علم اور اس کی پیروی میں ان کا بڑا درجہ تھا۔ سترہ سال کی عمر میں پڑھ کر فارغ ہوگئے تھے۔ وہ بڑی شان و شوکت والے تھے۔ پڑھنے کے زمانے میں تو بہت غریب تھے۔ چھت کی کڑیاں بیچ بیچ کر کتابیں خریدتے تھے۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خوش حال کردیا۔ آپؒ بڑے وقار اور شان و شوکت کے ساتھ درس دیتے تھے۔ ان کے بہت سے شاگرد ہوئے۔ شاگردوں کی

کل تعداد تیرہ سو سے زائد بتائی گئی ہے۔ امام شافعیؒ بھی ان کے شاگرد ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید کے دونوں بیٹے بھی ان کے پاس پڑھنے آتے تھے۔ امام مالکؒ تقریباً باسٹھ سال تک مسلسل پڑھنے پڑھانے اور فتوے دینے میں مشغول رہے۔ ان کی کتاب مُوطّا بہت مشہور ہے۔ حدیث کی کتابوں میں اس کا درجہ بہت اونچا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اس کو حدیث کی تمام کتابوں سے افضل قرار دیتے ہیں۔ امام مالکؒ بڑے سخی تھے۔ ایک مرتبہ امام شافعیؒ کے ساتھ اپنے اصطبل میں گھوڑے دیکھ رہے تھے۔ امام شافعیؒ نے بعض گھوڑوں کی تعریف کی۔ انھوں نے اصطبل کے سارے گھوڑے امام شافعیؒ کو دے دیے۔ وہ لباس بہت اچھا پہنتے، قیمتی کپڑے پہنتے، عطر استعمال فرماتے، اکثر سفید کپڑے پہنتے۔ فرماتے تھے: ''جب اللہ نے مجھے دیا ہے تو میں اس کی نعمت کا اظہار کیوں نہ کروں'' حدیث بیان فرماتے تو پہلے غسل کرتے، پاک صاف کپڑے پہنتے، عطر لگاتے اور وقار و جلال کے ساتھ مسند پر بیٹھ کر حدیث بیان فرماتے تھے۔ ان کے پاس قیمتی سے قیمتی گھوڑے تھے، لیکن کبھی مدینے کی گلیوں میں گھوڑے پر سوار ہوکر نہیں نکلے۔ فرماتے تھے، جس شہر میں رسولؐ کریم کا جسم خاکی مدفون ہو، مجھے شرم آتی ہے کہ میں وہاں کی زمین گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں۔

امام مالکؒ کے کسی فتوے سے ناراض ہوکر مدینے کے حاکم نے ان کو قید کردیا اور ستّر کوڑے لگوائے، جس سے اُن کے دونوں ہاتھ مونڈھوں سے ایسے اُتر گئے کہ پھر نماز میں ہاتھ نہیں باندھ سکتے تھے۔ ۱۷۹ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر چھیاسی سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۳- امام شافعیؒ

امام شافعیؒ کا نام محمد بن ادریس اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے جس سال وفات پائی، اسی سال ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ بچپن ہی سے عالموں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید

حفظ کرلیا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں حدیث کا علم حاصل کیا اور امام مالکؒ کی کتاب مُؤطّا پوری حفظ کرلی۔ تیرہ سال کی عمر میں امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری مُؤطّا سنا دی۔ عربی زبان میں ان کو بڑی مہارت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اچھا حافظہ دیا تھا۔

ایک مرتبہ انھوں نے امام محمدؒ سے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب ''اوسط'' مطالعے کے لیے لی اور رات بھر میں پوری کتاب حفظ کرکے صبح کو واپس کردی۔ وہ پندرہ سال کے تھے کہ فتویٰ دینے لگے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: جس نے بھی قلم اور دوات کو ہاتھ لگایا ہے وہ امام شافعیؒ کا احسان مند ضرور ہے۔ ان کی کتاب ''کتابُ الاُم'' بہت مشہور ہے۔

علم حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ شہ سواری اور نیزہ بازی میں بھی امام شافعیؒ بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا تھا۔ اکثر بیمار رہتے، لیکن طرح طرح کی بیماریوں کے باوجود پڑھنے پڑھانے، درس و تدریس اور تصنیف تالیف میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔

خلیفہ مامون رشید کے زمانے میں ۲۰۴ ہجری میں جمعے کے دن انتقال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔

اللہ امام شافعیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

۴۔ امام احمد بن حنبلؒ

نام احمد ہے۔ ۱۶۴ھ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ ہجری میں بغداد ہی میں وفات پائی۔ بچپن ہی میں انھوں نے قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ حدیث میں بڑا کمال حاصل کیا اور امامُ المُحدّثین کا لقب پایا۔ قرآن اور حدیث کا گہرا علم رکھتے تھے۔ حدیث شریف کو خوب سمجھتے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنی مشہور کتاب ''مُسْنَد احمد'' کی تالیف کا کام شروع کردیا تھا اور آخر زندگی تک اسی کام میں مشغول رہے۔ انھوں نے اپنی مُسْنَد میں

اتنی حدیثیں جمع کر دی ہیں کہ اس وقت تک کسی نے اتنی حدیثیں جمع نہیں کی تھیں۔ خود فرمایا تھا کہ میں نے ساڑھے سات لاکھ حدیثوں میں سے منتخب کر کے یہ حدیثیں جمع کی ہیں۔ ابو زُرعہ فرماتے ہیں کہ امام احمد کو دس لاکھ اور کچھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔

امام احمدؒ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے۔ بڑے ہی نیک اور متقی تھے۔ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ جو کچھ آتا اُسے خیرات کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حسن بن عبد العزیز نے تیس ہزار روپیے بھیجے اور لکھا کہ یہ حلال مال ہے۔ مگر انھوں نے بے نیازی سے وہ روپیے واپس کر دیے۔ سوکھے ٹکڑے بھگو کر سر کے یا نمک سے کھاتے اور دین کا علم حاصل کرتے۔

دین کی راہ میں امام احمدؒ کو بہت دُکھ جھیلنے پڑے۔ خلیفہ مامون کے زمانے میں مُعتزلہ نے ''خلقِ قرآن'' کی بحث چھیڑ دی۔ مامون بھی قرآن کو مخلوق سمجھتا تھا۔ اسی کی تبلیغ کرتا تھا۔ مگر امام احمد بن حنبلؒ اس عقیدے کا سختی سے انکار فرماتے تھے۔ گورنر نے اُن کو قید کرا دیا۔ مامون کے بعد معتصم بھی اسی عقیدے کا قائل تھا۔ امام صاحب کو قید خانے میں اتنے کوڑے مارے جاتے کہ وہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ خلیفہ معتصم نے جلّادوں سے اتنا پٹوایا کہ ان کی پیٹھ اور کندھوں سے خون بہنے لگا۔ وہ ہر کوڑے پر اللہ کو یاد کرتے اور کلمہ پڑھتے رہے۔

معتصم کے بعد ''متوکل'' خلیفہ ہوئے تو امام احمدؒ کے عقیدے کے قائل ہوئے اور امام صاحب کے ساتھ بڑی عزت اور احترام سے پیش آئے۔

امام احمد بن حنبلؒ امام شافعی کے شاگرد ہیں اور حدیث کے سب سے مشہور امام ''بخاری'' امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد ہیں۔

اِمام احمد ستہتر سال کی عمر میں اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر۔ ان کے جنازے میں تقریباً دو لاکھ پچاس ہزار لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے پیچھے چلائے اور دین کا ایسا ہی درد عطا کرے۔ آمین۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- فقہ سے کیا مراد ہے؟

۲- فقہا کن حضرات کو کہتے ہیں؟

۳- مشہور فقہا کتنے ہیں اور ان کے کیا نام ہیں؟

۴- پیارے رسولؐ کے بعد علم دین کے مشہور مراکز کتنے تھے؟ اور ان میں کن صحابہؓ کو علمائے دین کا سردار مانا جاتا تھا؟

۵- امام ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگردوں کے نام لکھیے۔

۶- امام مالکؒ حدیث کا درس دیتے وقت کیا اہتمام فرماتے تھے؟

۷- امام احمد بن حنبلؒ کو گورنر نے کیوں گرفتار کیا تھا؟

۸- امام شافعیؒ کے حافظے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- کوفے میں .... کی پیدائش ہوئی۔

۲- حضرت امام مالکؒ کا انتقال .... میں ہوا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر چھیاسی سال تھی۔

۳- حضرت امام شافعیؒ حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ .... اور .... میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

۴- امام اعظم ابوحنیفہؒ کے جنازے میں .... لوگ شریک تھے۔

۵- امام .... امام شافعیؒ کے استاد تھے۔

۶- امام مالکؒ کے شاگردوں کی تعداد .... سے زائد بتائی گئی ہے۔

۷- حدیث کے سب سے مشہور امام "امام بخاریؒ" امام .... کے شاگرد ہیں۔

۸- امام مالکؒ کی کتاب .... بہت امام مشہور ہے۔

۹- امام المحدثین، امام .... کا لقب ہے۔

۳- مناسب جوڑے بنائیے:

۱-	امام ابوحنیفہؒ	امام دارالہجرت
۲-	امام مالکؒ	نعمان بن ثابت
۳-	امام شافعیؒ	امام المُحَدَّثین
۴-	امام احمد بن حنبلؒ	محمد بن ادریس

۴- کس نے کہا؟ لکھیے:

۱- علم فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہؒ کے بچے ہیں۔ ☐

۲- اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو جھوٹا آدمی کیسے قاضی بن سکتا ہے؟ اور سچ کہتا ہوں تب بھی نہیں بن سکتا۔ ☐

۳- جس شہر میں رسول کریمؐ کا جسم خاکی مدفون ہو، مجھے شرم آتی ہے کہ میں وہاں کی زمین گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندوں۔ ☐

۴- جس نے بھی قلم اور دوات کو ہاتھ لگایا ہے وہ امام شافعیؒ کا احسان مند ضرور ہے۔ ☐

کچھ اور کام

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اپنے استاد سے مزید معلومات حاصل کیجیے۔

اہلِ حدیث

چار اماموں کی پیروی کرنے والوں کے علاوہ ایک گروہ اور ہے، اس کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔ اہل حدیث کسی ایک امام کی پیروی کو صحیح نہیں سمجھتے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ جو لوگ خود دین کا پورا پورا علم رکھتے ہوں، ان کے لیے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ کسی امام کی تقلید کریں۔ بلکہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں قرآن پاک، حدیث اور صحابہؓ کے عمل سے حکم معلوم کریں اور جو لوگ قرآن اور سنت کا پورا پورا علم نہیں رکھتے ان کو آزادی ہے کہ جس عالم دین کی بات ان کے دل کو لگے اور جس کی بات پر ان کو اطمینان ہو، اس سے دین کی بات معلوم کریں۔

اہل حدیث چونکہ ہر حکم اور ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے معلوم کرتے ہیں اور کسی امام کی تقلید نہیں کرتے، اس لیے ان کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ سارے گروہ مخلص ہیں اور سب حق پر ہیں۔ سب خلوص کے ساتھ یہ چاہتے ہیں کہ ہر معاملے میں پیارے رسول کی ٹھیک ٹھیک پیروی کریں اور جہاں تک ہو سکے دل و جان سے سنّت رسولؐ پر چلیں۔ ان کے درمیان یہ چھوٹے چھوٹے اختلافات محض اس لیے ہیں کہ یہ سب دین سے محبت اور پیارے رسولؐ سے انتہائی عقیدت کی بنا پر سمجھ اور ذہن کے مطابق زیادہ سے زیادہ سُنّت کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور ہر بات میں آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سب کی سمجھ اور سب کا ذہن یکساں نہیں ہو سکتا۔

ہم ان تمام گروہوں سے محبت کرتے ہیں۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے ہیں، نہ کسی پر کوئی طنز اور اعتراض کرتے ہیں اور نہ کسی کے مسلک کی تحقیر کرتے ہیں۔

حقیقت میں یہ تمام گروہ اسلام سے محبت رکھتے ہیں اور سب کے سب پوری زندگی کو اسلامی تعلیمات کا سچا نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے لیے صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہم آپس کے ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کو برداشت کریں۔ ایک دوسرے کے خلاف بحث و مناظرہ نہ کریں۔ ایک دوسرے کے عیبوں کو کریدنے کی بجائے ہر ایک کی خوبیوں پر نگاہ رکھیں۔ سب مل جل کر اللہ کی بندگی کریں اور حزب اللہ بن کر باطل کو مٹانے اور دین حق کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ دنیا اسلام کی برکتوں سے مالامال ہو۔ ہم اللہ کے وفادار بندوں میں شامل ہوکر دنیا اور آخرت میں انعام اور عزت پائیں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- اہل حدیث کا مسلک کیا ہے؟

۲- اہل حدیث کو اہل حدیث کیوں کہتے ہیں؟

۳- چاروں فقہی گروہوں اور اہل حدیث کے درمیان اختلاف کی وجہ کیا ہے؟

۴- ان سب گروہوں کے بارے میں ہمیں کیا رویّہ اختیار کرنا چاہیے؟

۲۰

چند مشہور مُحدِّثین

ہمارے جن بزرگوں نے انتہائی محنت اور کوشش سے پیارے رسولؐ کی پیاری پیاری حدیثیں معلوم کرکے یاد کیں، حدیثوں کو جمع کرنے، صحیح اور غلط کی تحقیق کرنے کے لیے دور دراز کے سفر کیے، حدیثوں کے پڑھنے پڑھانے اور حدیثوں کی کتابیں مرتب کرنے میں اپنی عمریں صرف کردیں، انھیں مُحدِّثین کہتے ہیں۔ ان محدثین کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ انھی بزرگوں کی مخلصانہ کوششوں کی بدولت حدیثیں ہم تک پہنچیں اور آج پورے اطمینان کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی سہولت ہمیں حاصل ہے۔ اللہ ان محدثین کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی حدیثوں کو سمجھنے کی اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محدثین یوں تو بہت سے ہیں اور جن محدثین نے اپنے اپنے طرز پر حدیث کی کتابیں مرتب کی ہیں، ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ ہم یہاں صرف ان چھے مشہور محدثین کے مختصر حالات لکھتے ہیں، جن کی یہ چھے کتابیں مشہور ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سُنن ابوداوٗد، جامع ترمذی، سُنن نسائی، ابن ماجہ، ان کتابوں کو صِحاح سِتّہ کہتے ہیں۔

امام بخاریؒ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن اسمٰعیل ہے۔ ۱۳رشوال ۱۹۴ھ ہجری میں نماز جمعہ کے بعد، بخارا میں ان کی ولادت ہوئی۔ بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے بڑی توجہ اور شفقت سے ان کی تربیت فرمائی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ آنکھیں جاتی رہیں۔

بہت علاج ہوا، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ان کی والدہ ہر وقت ان کے لیے دعائیں کرتیں اور غمگین رہتیں۔ ایک رات کو والدہ نے خواب میں حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ تمھاری دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمھارے بیٹے کی آنکھیں روشن کردی ہیں۔ صبح کو اُٹھ کر دیکھا تو واقعی امام بخاریؒ کی آنکھیں ٹھیک ہوگئی تھیں۔

امام بخاری گیارہ برس کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوگئے۔ سولہ سال کی عمر میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور حضرت وکیعؒ کی کتابیں حفظ کرچکے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں انھوں نے مدینۂ مُنوَّرہ کا رُخ کیا اور وہاں چاندنی راتوں میں روضۂ نبوی کے پاس بیٹھ کر اپنی پہلی دو کتابیں ''قضایا الصحابہ والتابعین'' اور ''التاریخ الکُبریٰ'' مرتب فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے امام بخاری کو زبردست حافظہ عطا فرمایا تھا۔ استادوں سے جو سنتے یاد ہوجاتا تھا۔ بچپن ہی میں ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ ان کی سب سے زیادہ مشہور کتاب صحیح بخاری ہے، جو قرآن شریف کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب مانی گئی ہے۔ امام بخاریؒ خود فرماتے تھے: ''مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں اور میں نے اپنی کتاب ''الجامع الصَّحیح'' کو چھے لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا ہے۔''

اللہ نے امام بخاری کو دین کے ساتھ دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی تھی۔ لیکن انھوں نے کبھی عیش و عشرت کی زندگی نہیں گزاری۔ اپنی ساری دولت اللہ کی راہ میں خرچ کی اور دل کھول کر خرچ کی۔ رئیسوں اور مال داروں سے ہمیشہ بے نیاز رہے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑے تو حکیموں نے قارورہ دیکھ کر کہا: ''معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ سالن استعمال نہیں کرتے''، امام صاحب نے فرمایا: ''بے شک چالیس سال ہوگئے ہیں کہ مجھے سالن کھانے کا اتفاق نہیں ہوا ہے۔'' انھوں نے زندگی بھر کسی کی غیبت نہیں کی۔ ان کی بہترین مصروفیت حدیث رسولؐ کی خدمت تھی۔ اسی میں انھوں نے اپنی عمر صرف کی اور ''امیر المومنین فی الحدیث'' کا لقب پایا۔ آپؒ نے ۲۵۶ ہجری میں باسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اللہ آپؒ پر رحم فرمائے، جنت میں اونچے مرتبوں سے نوازے اور ہمیں بھی علم حدیث کا ایسا ہی شوق بخشے۔ آمین۔

امام مُسلِمؒ

امام مسلمؒ کا نام مسلم بن حجّاج اور نیشا پور وطن ہے۔ ۲۰۴ھ ہجری میں نیشا پور ہی میں پیدا ہوئے۔ نیشا پور اس زمانے میں علم دین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ بڑے بڑے اہلِ علم وہاں موجود تھے۔ امام مسلمؒ نے حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے دور دور کے سفر کیے اور حدیث میں بڑا امتیازی مقام حاصل کیا۔ بڑے ہی نیک اور خدا ترس انسان تھے۔ زندگی بھر نہ کسی کو بُرا بھلا کہا اور نہ کبھی کسی کی غیبت کی۔ اپنے استادوں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ نہایت ہی بااخلاق، منصف مزاج، مُتواضع اور مخلص تھے۔ انھوں نے حدیث کی بہت سی کتابیں مرتب کیں، لیکن سب سے مشہور تصنیف ''الجامع الصَّحیح لِمسلمٍ'' ہے۔ اس میں انھوں نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں، جن کی صحیح ہونے پر اُن کے زمانے کے محدثین کا اتفاق تھا۔ حدیث کی کتابوں میں صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم ہی کا درجہ ہے۔ ایک بار کسی نے ایک حدیث معلوم کی، اتفاق کی بات وہ حدیث آپؒ کو یاد نہ آئی۔ گھر آئے اور حدیث کی تلاش میں لگ گئے۔ ان کے پاس چھوہاروں کی ٹوکری رکھی ہوئی تھی، وہ حدیث تلاش کرتے رہے اور چھوہارے منہ میں ڈالتے رہے۔ حدیث کی دھن میں انھیں محسوس نہ ہوا اور وہ بہت زیادہ چھوہارے کھا گئے۔ اسی سبب سے ۲۶۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نیشا پور کے باہر نصیر آباد میں انؒ کی قبر ہے۔

امام ابوداوٗدؒ

ابو داوٗد کا نام سلیمان بن اشعثؒ ہے۔ لیکن اپنی کنیت ''ابوداوٗد'' ہی سے مشہور ہوئے۔ ۲۰۲ھ ہجری میں اپنے وطن سجستان میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے دور دور کے سفر کیے۔ زندگی کا بڑا حصہ بغداد میں گزرا اور وہیں رہ کر اپنی کتاب ''سنن ابی داوٗد'' ترتیب دی۔ بڑے نیک، عبادت گزار اور پرہیزگار انسان تھے۔ ان کے ہم عصر حضرت موسیٰ بن ابراہیم، فرمایا کرتے تھے: ''ابوداوٗد دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔'' ابو داوٗد اپنے دور میں حدیث کے امام مانے جاتے تھے۔ انھوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور ''سنن ابی داوٗد'' ہے۔ پانچ لاکھ احادیث میں

سے انتخاب کر کے انھوں نے یہ کتاب مرتب فرمائی۔ اس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔ علما نے اس کتاب کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد سب سے افضل قرار دیا ہے۔ ۲۷۵ھ ہجری میں جمعے کے دن اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

امام تِرمِذیؒ

امام ترمذیؒ کا نام محمد بن عیسیٰ اور وطن ترمذ ہے اور وہیں ۲۰۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ عراق، حجاز وغیرہ دور دراز ملکوں میں حصولِ علم کی خاطر گھومتے رہے۔ امام بخاریؒ کے مایۂ ناز شاگرد تھے۔ امام بخاریؒ ان کی لیاقت و سعادت پر فخر کرتے تھے۔ بڑے ہی پارسا اور عابد و زاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اکثر روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ آنکھیں جاتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ جو کچھ ایک بار سن لیتے یاد ہو جاتا۔ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ اور تفسیر میں بھی بڑا مرتبہ ہے۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ سب سے زیادہ مقبول اور مشہور کتاب ''الجامع الصحیح لِلتِّرمِذی'' ہے۔ مشہور ہے کہ جس گھر میں الجامع الصحیح للترمذی ہو گویا اس گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بول رہے ہیں۔ ستر سال کی عمر پائی اور عمر کا بہترین حصہ حدیث کی خدمت میں صرف کیا۔ ۲۷۹ھ ہجری میں تِرمِذ ہی میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امام نسائیؒ

امام نَسائیؒ کا نام احمد بن شعیبؒ اور خراسان کا مشہور شہر نَسا وطن ہے۔ ۲۱۵ھ ہجری میں وہیں پیدائش ہوئی۔ دن رات کا بڑا حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ کئی حج کیے۔ جہاد کا بھی بڑا شوق تھا۔ ایک بار امیر مصر کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر بڑی بہادری اور جرأت دکھائی۔ بڑے حق گو، نڈر اور جری تھے، اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک بار فرمایا: مجھ کو امیر معاویہؓ کی تعریف میں ایک حدیث کے سوا کچھ نہیں ملا۔ یہ سن

کر عوام بھڑک اٹھے اور اتنا مارا پیٹا کہ حالت نازک ہوگئی۔ اسی حال میں گھر والوں سے فرمایا مجھے مکّے لے چلو تاکہ میرا انتقال مکہ معظّمہ میں ہو۔ بالآخر مکّے پہنچائے گئے اور ۳۰۳ھ ہجری میں پیر کے دن وہیں انتقال فرمایا۔ صفا و مروہ کے درمیان ان کی قبر ہے۔ حدیث میں پہلے سنن کبریٰ مرتب فرمائی۔ پھر امیر وقت کی فرمائش پر اس میں سے انتخاب فرماکر السنن لِلمُجتبیٰ مرتب فرمائی۔ یہی کتاب سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ صحاح ستہ میں شامل ہے۔

امام ابنِ ماجہؒ

امام ابنِ ماجہؒ کا نام محمد بن یزید ہے۔ ماجہ ان کے والد کا لقب تھا۔ اسی لیے ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۲۰۹ھ ہجری میں قزوین میں پیدا ہوئے، جو ایران کا مشہور شہر ہے۔ آپؒ نے حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام اور مصر وغیرہ کے سفر کیے اور بڑی محنت سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور اللہ نے ان کو اس میدان میں بڑا کمال بخشا۔ بڑے ذہین، دین دار اور صاحب فضل و کمال تھے۔ حافظہ بھی غیر معمولی پایا تھا۔ تفسیر اور تاریخ میں بھی کتابیں تصنیف کیں، لیکن سب سے اہم اور مشہور کتاب "سُنَنِ ابن ماجہ" ہے، جس کو محدثین نے صحاحِ سِتّہ میں شمار فرمایا ہے۔

رمضان المبارک ۲۷۳ھ ہجری میں دوشنبہ کے دن دنیا سے رخصت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ انتقال کے وقت عمر چونسٹھ سال تھی۔

مشق

۱۔ مختصر جواب دیجیے:

۱۔ محدثین کن حضرات کو کہتے ہیں؟

۲۔ صحاح ستہ کون سی کتابیں ہیں؟ ان کے نام بتائیے۔

۳۔ امام بخاریؒ کی پہلی دو کتابیں کون سی ہیں؟ آپؒ نے انھیں کب اور کہاں مرتب کیا تھا؟

۴- امام بخاریؒ کا کوئی واقعہ سنائیے۔

۵- امام ترمذیؒ کس کے شاگرد تھے؟

۶- امام نسائیؒ کیسے تھے؟

۷- امام ابن ماجہؒ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- قرآن شریف کے بعد صحیح بخاری سب سے زیادہ .... کتاب مانی گئی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے امام ترمذیؒ کو غیر معمولی .... عطا فرمایا تھا۔

۳- امام .... کا حدیث کے ساتھ فقہ اور تفسیر میں بھی بڑا مرتبہ تھا۔

۴- امام بخاریؒ کو بچپن ہی میں .... حدیثیں یاد تھیں۔

۵- .... اپنے دور میں حدیث کے امام مانے جاتے تھے۔

۶- امام .... نے حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے عراق ، بصرہ، کوفہ، بغداد مکہ، شام اور مصر وغیرہ کا سفر کیا۔

۳- کالم ''الف'' میں محدثین کے نام ''ب'' میں ان کے اصل نام اور ''ج'' میں ان کا مقام پیدائش اور تاریخ وفات درج کی گئی ہے۔ کالم الف ۔ب اور ج کے مناسب جوڑے بنائیے۔

الف	ب	ج
۱- امام بخاریؒ	محمد بن یزید	خُراسان کا مشہور شہر نسا، پیدائش ۲۱۵ھ ہجری وفات ۲۷۵ھ ہجری
۲- امام مسلمؒ	محمد بن عیسیٰ	بخارا، پیدائش ۱۳/شوال ۹۴ھ ہجری، وفات ۲۵۶ھ ہجری
۳- امام ابوداؤدؒ	محمد بن اسمٰعیل	نیشا پور، پیدائش ۲۰۴ھ ہجری، وفات ۲۶۱ھ ہجری
۴- امام ترمذیؒ	مسلم بن حجاج	سجستان، پیدائش ۲۰۲ھ ہجری، وفات ۲۷۵ھ ہجری
۵- امام نسائیؒ	سلیمان بن اشعث	ترمذ پیدائش ۲۰۹ھ ہجری، وفات ۲۷۹ھ ہجری
۶- امام ابن ماجہؒ	احمد بن شعیب	قزوین، پیدائش ۲۰۹ھ ہجری وفات ۲۷۳ھ ہجری

۴- کالم ''الف'' میں ائمۂ حدیث کے نام کالم ''ب'' میں ان کے اہم کام اور ''ج'' میں ان کی مرتب کی ہوئی احادیث کی کتابوں کے نام دیے گئے ہیں، مناسب جوڑے بنائیے۔

الف	ب	ج
۱- امام بخاریؒ	اس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں	الجامع الصحیح لمسلم
۲- امام مسلمؒ	امیر المومنین فی الحدیث	سنن ابی داوٗد
۳- امام ابوداوٗدؒ	امام بخاریؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے	الجامع الصحیح للترمذی
۴- امام ترمذیؒ	صفا و مروہ کے درمیان آپؒ کی قبر ہے	سنن نسائی
۵- امام نسائیؒ	تفسیر اور تاریخ میں بھی آپؒ نے کتابیں تصنیف کیں	سنن ابن ماجہ
۶- ابن ماجہؒ	آپؒ نے اپنی کتاب میں وہ حدیثیں جمع کی جن کی صحت پر ان کے زمانے کے محدثین کا اتفاق تھا	الجامع الصحیح

٢١

اللہ کے پیارے بندے

اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی کتاب قرآن مجید میں جگہ جگہ اپنے پیارے بندوں کی تعریف کی ہے اور ایک ایک خوبی کھول کھول کر بیان کی ہے۔ حدیث میں بھی پیارے بندوں کی بہت سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ سب تو نہیں کچھ ہم یہاں بیان کرتے ہیں:

(١) اللہ کے پیارے بندے زمین پر عاجزی کے ساتھ، دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب بے سمجھ لوگ ان سے اُلجھنا چاہتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں بھائی ہمارا اسلام ہے، ہم سے نہ اُلجھو۔

(٢) اللہ کے پیارے بندے راتوں میں اللہ کے آگے سجدے کرتے ہیں۔ نمازوں میں کھڑے رہتے ہیں اور دُعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار جہنم کا عذاب ہم سے دور رکھنا۔ بے شک جہنم کا عذاب بڑا ہی سخت ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

(٣) اللہ کے پیارے بندے اللہ ہی کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے۔ کسی کی ناحق جان نہیں لیتے۔ بے شرمی کی باتوں سے دور رہتے ہیں۔

(٤) اللہ کے پیارے بندے جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ جھوٹ کے پاس نہیں پھٹکتے۔ جب کہیں بُرے کام دیکھتے ہیں تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

(٥) جب انھیں اللہ کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو دل لگا کر سنتے ہیں، اثر لیتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۶) اللہ کے پیارے بندے دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے اللہ ہماری عورتوں اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے اور ہمیں نیک لوگوں کے لیے نمونہ بنادے۔

(۷) اللہ کے پیارے بندے پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اپنے مال میں سے مانگنے والے فقیروں کو بھی اور نہ مانگنے والے غریبوں کو بھی دیتے ہیں۔

(۸) وہ آخرت پر پکا یقین رکھتے ہیں۔ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

(۹) وہ امانت دار ہوتے ہیں۔ اپنے عہد کے پابند ہوتے ہیں۔ سچی گواہیوں پر جمے رہتے ہیں۔ اپنی نمازوں کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔

(۱۰) وہ اللہ کی محبت میں محتاجوں ، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے بدلے میں کچھ چاہتے نہیں۔

(۱۱) وہ ایک دوسرے کے مددگار اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ پیارے بندے بھی اور پیاری بندیاں بھی اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور رسولؐ کے حکموں پر چلتے ہیں۔

(۱۲) اللہ کے پیارے بندے تو بس وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب انھیں اللہ کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ وہ اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

(۱۳) وہ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور آخرت کی گھڑی سے لرزتے رہتے ہیں۔

(۱۴) اللہ کے پیارے بندے اللہ کی راہ میں مل جل کر اور جم کر لڑتے ہیں۔

(۱۵) اللہ کے پیارے بندے پاک صاف رہتے ہیں۔

(۱۶) اللہ کے پیارے بندے انصاف قائم کرتے ہیں۔

(۱۷) اللہ کے پیارے بندے اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اپنے مسلمان بھائیوں

کے لیے بڑے نرم اور کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہوتے ہیں۔

(۱۸) وہ اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے گن گاتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ لوگوں کو نیکیوں پر اکساتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں۔ اللہ کی قائم کی ہوئی حدوں کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔

یہ تو اللہ کے پیارے بندوں کی وہ خوبیاں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہیں اب میں اللہ کے پیارے بندوں کی وہ خوبیاں سناتا ہوں جو پیارے رسولؐ نے بیان فرمائی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے، جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۲) اللہ کا پیارا بندہ وہ ہے، جو دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو۔ جس کا دل غنی ہو اور جو چھپ چھپ کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہو۔

(۳) مومن ہر ایک کا پیارا ہوتا ہے۔ اس شخص میں کوئی اچھائی نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرتا ہو اور نہ دوسرے اُسے چاہتے ہوں۔

(۴) ایک شخص پیارے رسولؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتادیجیے کہ میں اللہ کا پیارا بن جاؤں اور لوگوں کا بھی پیارا بن جاؤں۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ”دنیا کی محبت سے بچو، اللہ کے پیارے بن جاؤ گے، لوگوں کے مال اور دولت پر مت للچاؤ لوگوں کے پیارے بن جاؤ گے۔“

(۵) پیارے رسولؐ نے فرمایا: ”قیامت کے دن وہ شخص سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو۔“

ہر مسلمان دل سے چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا پیارا بندہ بن جائے۔

ہمیں سوچتے رہنا چاہیے کہ پیارے بندوں کی کون کون سی خوبیاں ہمارے اندر ہیں اور کون کون سی نہیں ہیں۔ جو خوبیاں نہیں ہیں، ہمیں چاہیے کہ انھیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- اللہ کے پیارے بندوں کی جو خوبیاں قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے پانچ خوبیاں لکھیے۔

۲- زمین پر "دبے پاؤں" چلنے کا کیا مطلب ہے؟

۳- عورتوں اور بچوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دینے کا کیا مطلب ہے؟

۴- نمازوں کا پورا پورا خیال رکھنے کا کیا مطلب ہے؟

۵- کثرت سے درودشریف پڑھنے کا کیا بدلہ پیارے رسولؐ نے بتایا ہے؟

۶- اللہ کے پیارے بندے اس سے کیا دعائیں مانگتے ہیں؟

۷- بُرے کام دیکھ کر اللہ کے پیارے بندے کیا رویہ اختیار کرتے ہیں؟

۸- اللہ کے پیارے بندے اپنے مال کو کس طرح خرچ کرتے ہیں؟

۹- پیارے رسولؐ نے اس شخص کو کیا جواب دیا جس نے اللہ کا پیارا اور بندوں کا پیارا بن جانے سے متعلق سوال کیا تھا؟

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- اللہ کے پیارے بندے اللہ ہی کو اپنا .... مانتے ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا .... کرے۔

۳- اس شخص میں کوئی .... نہیں جو نہ دوسروں سے محبت کرتا ہو اور نہ دوسرے اسے چاہتے ہوں۔

۴- اللہ کے پیارے بندے تو بس وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل .... جاتے ہیں۔

اچھے اخلاق

پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''میں اِس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔'' اچھے اخلاق یہ ہیں کہ ہم جھوٹ، ظلم، تکبّر اور حسد وغیرہ جیسی برائیوں سے اپنے دل کو پاک کرلیں اور سچائی، پاک دامنی، شرم و حیا، ہمدردی، صبر اور احسان جیسی خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں۔

ہر کام کا سلیقہ سیکھیں۔ ہر ایک کا حق ادا کریں اور ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کریں۔
پیارے رسولؐ تمام دنیا کے انسانوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ لوگوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے تھے، لوگ آپؐ کو صادق (سچا) کہتے تھے۔ امانت کی حفاظت فرماتے تھے، لوگ آپ کو ''امین'' کہتے۔ بے شرمی بے حیائی کی باتوں سے دور رہتے تھے۔

فرماتے تھے ''حیا ایمان کی شاخ ہے۔'' یتیموں، بیواؤں کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے تھے۔ ہر ایک کا حق ادا کرتے تھے۔ دعا فرماتے رہتے تھے کہ اے اللہ! مجھے اچھے سے اچھے اخلاق دے اور بُرے اخلاق سے بچالے۔

اللہ تعالیٰ تمام برائیوں سے پاک ہے۔ ساری خوبیاں اور بھلائیاں اسی میں ہیں۔ ہم کو اللہ نے اپنی زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ یہاں کی بہت سی چیزیں ہمارے قبضے

میں دے دی ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اندر ساری اخلاقی خوبیاں پیدا کریں، اخلاقی خوبیاں اور حقوق تو بہت سے ہیں۔ کچھ ہم پڑھ بھی چکے ہیں، کچھ اب پڑھیں گے۔

سچائی

سچائی تمام اخلاقی خوبیوں کی جڑ ہے۔ اللہ کے پیارے نبیؐ کبھی جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ سچ میں دونوں جہان کی کامیابی ہے۔ دنیا میں بھی لوگ سچے آدمی کا اعتبار کرتے ہیں۔ اسے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں بھی سچے لوگ نجات پائیں گے۔ سچ بولنے والا تمام برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اللہ اور رسولؐ پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ اسلام سچا دین ہے۔ ہمارے رسولؐ سچے تھے۔ ہمارا رب سچا ہے۔ اس کے وعدے سچے ہیں۔ ہم ہمیشہ سچ بولتے ہیں، جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ہوتا ہے۔ جو کرتے ہیں وہی کہتے ہیں۔ کبھی کسی کے ڈر سے سچی بات نہیں چھپاتے۔ کبھی سچی بات کہنے سے نہیں جھجکتے۔ کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ چاہے جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ سچے آدمی کا دونوں جہان میں اعتبار ہے۔

شَرم و حیا

پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''حیا سرتاسر بھلائی ہے۔'' حیا دار آدمی بُری باتوں سے اس طرح گھبراتا ہے، جیسے مچھلی خشکی سے گھبراتی ہے۔ بے حیا آدمی کسی برائی سے نہیں شرماتا۔ پیارے رسولؐ سب سے زیادہ حیادار اور شرمیلے تھے۔ بچپن میں بھی آپؐ نہایت شرمیلے تھے اور نبی ہونے کے بعد بھی آپؐ کا یہی حال تھا۔

پیارے رسولؐ پردے میں رہنے والی لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

آپؐ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر (۷۰) سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ننگے نہ ہوا کرو کیوں کہ تمھارے ساتھ ہر وقت فرشتے رہتے ہیں۔ بس وہ پیشاب پاخانہ وغیرہ کے وقت الگ ہوجاتے ہیں۔ ان سے شرم کرو

پیارے نبیؐ نے فرمایا: ''شرم و حیا سے انسان کو بھلائی ہی پہنچتی ہے۔'' قرآن شریف میں ہے ''وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔'' اللہ تعالیٰ بے حیائی اور گناہوں کے کاموں سے منع فرماتا ہے۔ اگر آدمی میں حیا نہ ہو تو پھر وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اگر تم میں شرم و حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔''

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند اور حیا والا ہے۔ اللہ نے تمام بے شرمی کی باتوں کو حرام کیا ہے۔ ہم تمام بے شرمی کی باتوں سے دور رہتے ہیں۔ بے شرمی کی باتیں کرنے والوں سے میل جول نہیں رکھتے۔ ننگے نہیں ہوتے۔ اگر کبھی اتفاق سے بری باتوں یا بری جگہ سے گزر ہوجائے تو آنکھیں نیچی کیے ہوئے شرم اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

محبت اور ہم دردی

مسلمان محبت کا پُتلا ہوتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت اور ہم دردی کرتا ہے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''دین، محبت، خیر خواہی اور ہم دردی کا نام ہے۔

مسلمان ہر ایک کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ہم دردی کرتا ہے۔ اس کو اللہ اور رسولؐ سے محبت ہوتی ہے۔ نیکی اور بھلائی سے محبت ہوتی ہے۔ نیک لوگوں سے ہم دردی اور محبت ہوتی ہے۔ ہر ایک کے دُکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

مسلمان ہر ایک کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتا ہے۔ پیارے رسولؐ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔''

بیواؤں، محتاجوں، یتیموں، معذوروں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ مہمانوں، رشتے داروں اور اولاد کے ساتھ اچھا سلوک اور ہم دردی غرض پیارے رسولؐ نے دنیا بھر کا ہم درد بننے کی تعلیم دی۔ سب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا سکھایا ہے۔ آپؐ کی پاکیزہ تعلیم ہی کا اثر تھا کہ صحابۂ کرامؓ ہر ایک سے محبت کا برتاؤ کرتے اور ہر ایک کے ساتھ ہم دردی اور نیک سلوک سے پیش آتے تھے۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلاتے، خود تکلیف اُٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچاتے۔

اِسی لیے ہر ایک ان کو چاہتا تھا۔ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی اپنوں سے زیادہ ان لوگوں کو چاہتے تھے۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

''دین، بس خیر خواہی اور ہمدردی ہی کا نام ہے۔''

مشق

۱- جواب دیجیے:

۱- اچھے اخلاق کیا ہیں؟

۲- سچ میں دونوں جہان کی کامیابی ہے کیسے؟

۳- پیارے رسولؐ نے شرم و حیا کے بارے میں کیا باتیں فرمائی ہیں؟

۴- ''مسلمان ہر ایک کا خیر خواہ ہوتا ہے'' وضاحت کیجیے۔

۲- خالی جگہیں پُر کیجیے:

۱- میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی .... کردوں۔

۲- حیا ایمان کی .... ہے۔

۳- سچائی تمام اخلاقی خوبیوں کی .... ہے۔

۴- سچے آدمی کا دونوں جہان میں .... ہے۔

۵- اگر کبھی اتفاق سے بری باتوں یا بری جگہ سے گزر ہوجائے تو آنکھیں نیچے کیے شرم اور .... کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

دُعا

کرم ہے ترا، زندگی دینے والے!
مجھے خلق پر برتری دینے والے!

مرے فکر و احساس کو جگمگادے
ستاروں کو تابندگی دینے والے!

مرے دل کو بھی نورِ ایماں سے بھردے
مہ و مہر کو روشنی دینے والے!

مرا مقصدِ زندگی بھی حسیں ہو
گُل و غنچہ کو تازگی دینے والے!

غلامی سے باطل کی مجھ کو بچانا
پہاڑوں کو شانِ خودی دینے والے!

محمدؐ کا سچا فدائی بنادے
مجھے سب سے اچھا نبی دینے والے!

طلب گار ہوں میں تری ہی رضا کا
الم دینے والے، خوشی دینے والے!

(ابوالمجاہد زاہدؔ)